جولائی ، اگست، ستمبر 2023ء
بیلجیئم

انصار اللہ

مجلس انصار اللہ بیلجیئم کا تربیتی و علمی سہ ماہی مجلّہ

قرآن کریم ہی اصل میزان معیار اور محک ہے

اگر ہم کوئی ایسی حدیث پائیں گے جو مخالف نص قرآن کریم ہوگی اور کسی صورت سے ہم اس کی تاویل کرنے پر قادر نہیں ہوسکیں گے تو ایسی حدیث کو ہم موضوع قرار دیں گے۔۔

23

وصیت کا نظام

پس آپ نے وصیت کا نظام جاری کرتے ہوئے یہ خوشخبری بھی دی ہے کہ یہ نظام خدا تعالیٰ کا قرب پانے کا ایک ذریعہ ہے اور اس لیے اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں خدا تعالیٰ سے خاص انعام ملے تو اس نظام میں شامل ہو جاؤ اور اس دروازے میں داخل ہو جاؤ۔ ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ ”دنیا کے کام کسی نے نہ تو کبھی پورے کئے ہیں اور نہ ہی کرے گا۔ دنیا دار لوگ نہیں سمجھتے کہ ہم کیوں دنیا میں آئے اور کیوں جائیں گے۔۔۔

19

مالی قربانی کی اہمیت

ہر ایک شخص جو اپنے تئیں بیعت شدوں میں داخل سمجھتا ہے اس کے لیے اب وقت ہے کہ اپنے مال سے بھی اس سلسلہ کی خدمت کرے۔ وہ سلسلہ کے مصارف کے لیے ماہ وماہ ایک پیسہ دیوے۔۔۔

24

اداریہ

اسلام کی حالت زار اور نظام وصیت کی ضرورت اور غرض

اسلام سخت اور خطرناک ضعف کی حالت میں ہے۔ اس پر یہی آفت اور مصیبت نہیں کہ باہر والے اس پر حملے کر رہے ہیں اگرچہ یہ بالکل سچ ہے کہ مخالف سب کے سب مل کر ایک ہی کمان سے تیر مار رہے ہیں اور جہاں تک اُن سے ہو سکتا ہے وہ اس کو مٹا دینے کی سعی اور فکر کرتے ہیں۔ لیکن اس مصیبت کے علاوہ بڑی بھاری مصیبت یہ ہے کہ اندرونی غلطیوں نے اسلام کے درخشاں چہرہ پر ایک نہایت ہی تاریک حجاب ڈال دیا ہے اور سب سے بڑی آفت یہ ہے کہ اس میں روحانیت نہیں رہی۔

اس سے میری مراد یہ ہے کہ ان لوگوں میں جو مسلمان کہلاتے ہیں اور اسلام کے مدعی ہیں روحانیت موجود نہیں ہے اور اس پر دوسری بدقسمتی یہ کہ وہ انکار کر بیٹھے ہیں کہ اب کوئی ہو ہی نہیں سکتا جس سے خدا تعالیٰ کا مکالمہ مخاطبہ ہو اور وہ خدا تعالیٰ پر زندہ اور تازہ یقین پیدا کر سکے۔ ایسی حالت اور صورت میں اس نے ارادہ فرمایا ہے کہ اسلام کے چہرہ پر سے وہ تاریک حجاب ہٹا دے اور اس کی روشنی سے دلوں کو منور کرے اور ان بے جا اتہامات اور حملوں سے جو آئے دن مخالف اس پر لگاتے اور کرتے ہیں اسے محفوظ کیا جاوے۔ اس غرض سے یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ مسلمان اپنا نمونہ دکھا دیں۔ یہی وجہ ہے جو میں نے پسند کیا ہے کہ ایسے لوگ جو اشاعت اسلام کا جوش دل میں رکھتے ہیں اور جو اپنے صدق اور اخلاص کا نمونہ دکھا کر فوت ہوں اور اس مقبرہ میں دفن ہوں اُن کی قبروں پر ایک کتبہ لگا دیا جاوے جس میں اس کے مختصر سوانح ہوں اور اس اخلاص و وفا کا بھی کچھ ذکر ہو جو اس نے اپنی زندگی میں دکھایا تا جو لوگ اس قبرستان میں آویں اور ان کتبوں کو پڑھیں اُن پر ایک اثر ہو اور مخالف قوموں پر بھی ایسے صادقوں اور راستبازوں کے نمونے دیکھ کر ایک خاص اثر پیدا ہو۔ اگر یہ بھی اسی قدر کرتے ہیں جس قدر مخالف قومیں کر رہی ہیں اور وہ لوگ کر رہے ہیں جن کے پاس حق اور حقیقت نہیں تو انہوں نے کیا کیا۔ پھر انہیں تو ایسی حالت میں شرمندہ ہونا چاہیے۔ لعنت ہے ایسے بیعت میں داخل ہونے پر جو کافر جتنی بھی غیرت نہ رکھتا ہو۔ اسلام اس وقت یتیم ہو گیا ہے اور کوئی اس کا سرپرست نہیں اور خدا تعالیٰ نے اس جماعت کو اختیار کیا اور پسند فرمایا کہ وہ اس کی سرپرست ہو اور وہ ہر طرح سے ثابت کر کے دکھائے کہ اسلام کی سچی غمگسار اور ہمدرد ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ یہی قوم ہو گی جو بعد میں آنے والوں کے لیے نمونہ ٹھہرے گی۔ اس کے ثمرات برکات آنے والوں کے لیے ہوں گے اور زمانہ پر محیط ہو جائیں گے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ یہ جماعت بڑھے گی لیکن وہ لوگ جو بعد میں آئیں گے ان مدارج اور مراتب کو نہ پائیں گے جو اس وقت والوں کو ملیں گے۔ خدا تعالیٰ نے ایسا ہی ارادہ فرمایا کہ وہ اس جماعت کو بڑھائے اور وہ دین اسلام اور توحید کی اشاعت کا باعث بنے۔

(ملفوظات۔ جلد 4 صفحہ 618,617)

بعض شخصوں کے دل میں خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ آئے دن ہم پر ٹیکس لگائے جاتے ہیں کہاں تک برداشت کریں۔ میں جانتا ہوں کہ ہر شخص ایسا دل نہیں رکھتا کیونکہ ایک طبیعت کے ہی سب نہیں ہوتے۔ بہت سے تنگدل اور کم ظرف ہوتے ہیں اور اس قسم کی باتیں کر بیٹھتے ہیں مگر وہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ کو ان کی پروا کیا ہے۔ ایسے شبہات ہمیشہ دنیاداری کے رنگ میں پیدا ہوا کرتے ہیں اور ایسے لوگوں کو توفیق بھی نہیں ملتی۔ لیکن جو لوگ محض خدا تعالیٰ کے لیے قدم اٹھاتے ہیں اور اس کی مرضی کو مقدم کرتے ہیں اور اس بناء پر جو کچھ بھی خدمت دین کرتے ہیں اس کے لیے اللہ تعالیٰ خود انہیں توفیق دے دیتا ہے۔ اور اعلاء کلمۃ الاسلام کے لیے جن اموال کو وہ خرچ کرتے ہیں ان میں برکت رکھ دیتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور جو لوگ صدق اور اخلاص سے قدم اٹھاتے ہیں انہوں نے دیکھا ہو گا کہ کس طرح پر اندر ہی اندر انہیں توفیق دی جاتی ہے۔ وہ شخص بڑا نادان ہے جو یہ خیال کرتا ہے کہ آئے دن ہم پر بوجھ پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بار بار فرماتا ہے۔

وَلِلّٰہِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ والارض۔ (المنافقون:8)

یعنی خدا تعالیٰ کے پاس آسمان و زمین کے خزانے ہیں منافق ان کو سمجھ نہیں سکتے لیکن مومن اس پر ایمان لاتا اور یقین کرتا ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر سب لوگ جو اس وقت موجود ہیں اور اس سلسلہ میں داخل ہیں یہ سمجھ کر کہ آئے دن ہم پر بوجھ پڑتا ہے وہ دست بردار ہو جائیں اور بخل سے یہ کہیں کہ ہم کچھ نہیں کر سکتے تو خدا تعالیٰ ایک اور قوم پیدا کر دے گا جو ان سب اخراجات کا بوجھ خوشی سے اٹھائے اور پھر بھی سلسلہ کا احسان مانے۔

(ملفوظات۔ جلد 4 صفحہ 651,650)

ہم اپنے نفس کے لیے کچھ نہیں چاہتے۔ بارہا یہ خیال کیا ہے کہ اپنے گزارہ کے لیے تو پانچ سات روپیہ ماہوار کافی ہیں اور جائیداد اس سے زیادہ ہے پھر میں جو بار بار تاکید کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو۔ یہ خدا تعالیٰ کے حکم سے ہے کیونکہ اسلام اس وقت تنزل کی حالت میں ہے۔ بیرونی اور اندرونی کمزوریوں کو دیکھ کر طبیعت بے قرار ہو جاتی ہے۔ اور اسلام دوسرے مخالف مذاہب کا شکار بن رہا ہے۔ پہلے تو صرف عیسائیوں ہی کا شکار ہو رہا تھا مگر اب آریوں نے اس پر دانت تیز کیے ہیں اور وہ بھی چاہتے ہیں کہ اسلام کا نام ونشان مٹا دیں۔ جب یہ حالت ہو گئی ہے تو کیا اب اسلام کی ترقی کے لیے ہم قدم نہ اٹھائیں؟ خدا تعالیٰ نے اسی غرض کے لیے تو اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔ پس اس کی ترقی کے لیے سعی کرنا یہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور منشاء کی تعمیل ہے۔ اس لیے اس راہ میں جو کچھ بھی خرچ کرو گے وہ سمیع و بصیر ہے۔

یہ وعدے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں کہ جو شخص خدا تعالیٰ کے لیے دے گا میں اس کو چند گنا برکت دوں گا۔ دنیا ہی میں اُسے بہت کچھ ملے گا اور مرنے کے بعد آخرت کی جزا بھی دیکھ لے گا کہ کس قدر آرام میسر آتا ہے۔ غرض اس وقت میں اس امر کی طرف تم سب کو توجہ دلاتا ہوں کہ اسلام کی ترقی کے لیے اپنے مالوں کو خرچ کرو۔ اسی مطلب کے لیے یہ گفتگو ہے۔ اس وقت جیسا کہ میں شائع کر چکا ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ تیری وفات کا وقت قریب ہے جیسا کہ اس نے فرمایا قَرُبَ اَجَلُکَ الْمُقَدَّرُ وَلَا نُبْقِیْ لَکَ مِنَ الْمُخْزِیَاتِ ذِکْرًا اس وحی سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی ایسا ذکر باقی نہ رہنے دے گا جو کسی قسم کی نکتہ چینی اور خزیت کا باعث ہو۔

(ملفوظات۔ جلد 4 صفحہ 669)

مجلسِ ادارت

مدیر: کاشف ریحان خالد (قائد اشاعت مجلس انصاراللہ بیلجیئم)

نگرانِ اعلیٰ: وسیم احمد شیخ صاحب (صدر انصاراللہ بیلجیئم)، توصیف احمد صاحب (مربی سلسلہ احمدیہ)

ڈیزائن و ترتیب: ناصر شبیر صاحب (زعیم انصاراللہ انٹورپن) **ویب سائیٹ:** حافظ جہانزیب قریشی صاحب (قائد تعلیم القرآن)

معاونین: رفیق احمد ہاشمی صاحب ۔ فرید یوسف صاحب۔

www.ansarullah.be | ishaat@ansarullah.be | +32 484943446
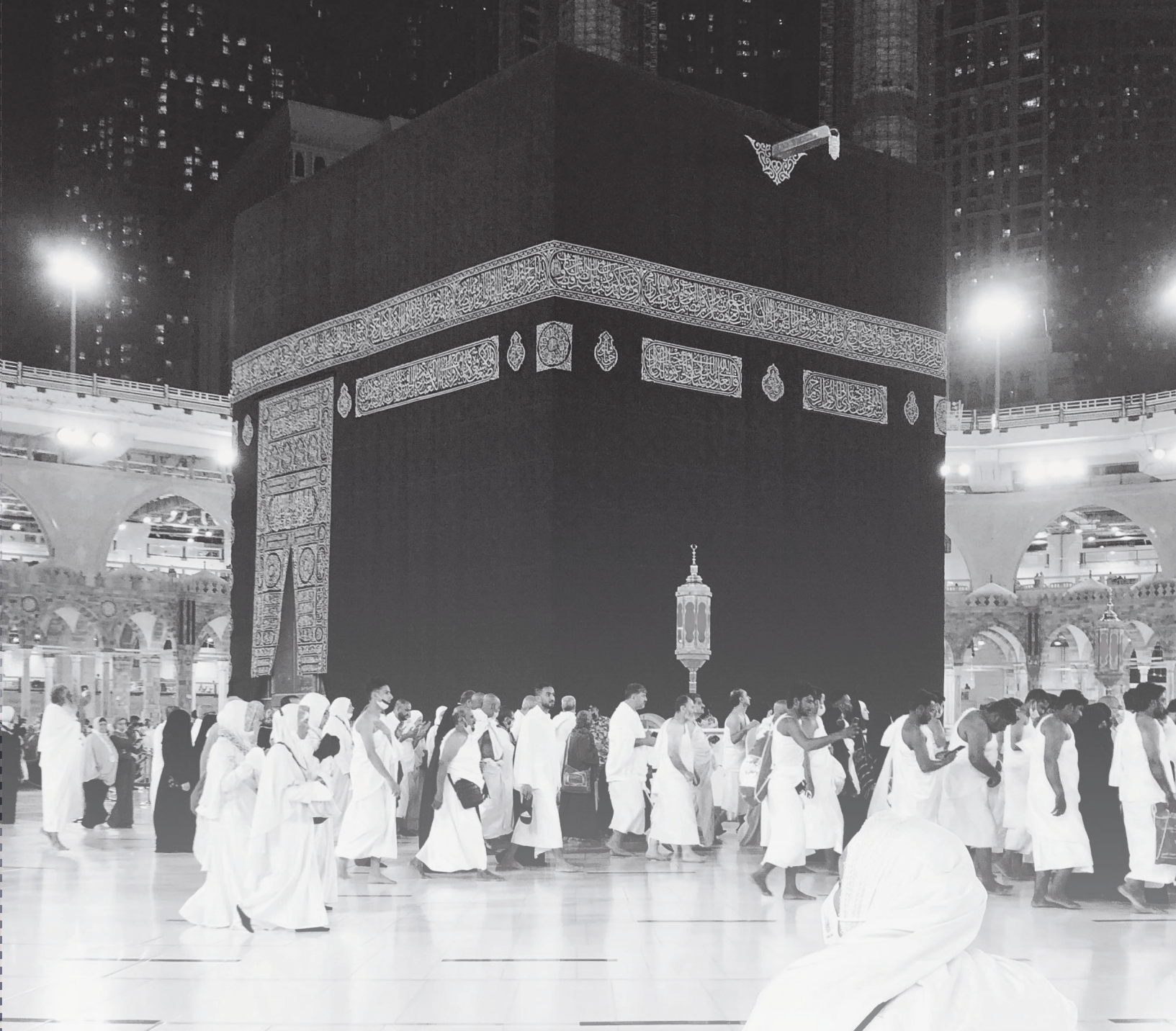
ارشادِ باری تعالیٰ

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا أَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ وَالْكٰفِرُونَ هُمُ الظّٰلِمُونَ

(سورۃ البقرۃ:254)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! خرچ کرو اس میں سے جو ہم نے تمہیں عطا کیا ہے پیشتر اس کے کہ وہ دن آجائے جس میں نہ کوئی تجارت ہو گی اور نہ کوئی دوستی اور نہ کوئی شفاعت۔ اور کافر ہی ہیں جو ظلم کرنے والے ہیں۔

حدیثِ نبوی ﷺ

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگ دنیا میں بہت مال و دولت رکھتے ہیں آخرت میں وہی نادار ہوں گے سوائے اس شخص کے جس کو اللہ نے دولت دی ہو پھر وہ دائیں بائیں اور آگے پیچھے بے دریغ صرف کرے اور دولت کو نیک کام میں خرچ کرے وہ آخرت میں نادار نہ ہو گا۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا، جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین اعمال کے۔ صدقہ جاریہ، ایسا علم جس سے لوگ فائدہ اُٹھائیں اور نیک اولاد جو میت کے لئے دعا کرے۔

(صحیح مسلم کتاب الوصیہ)
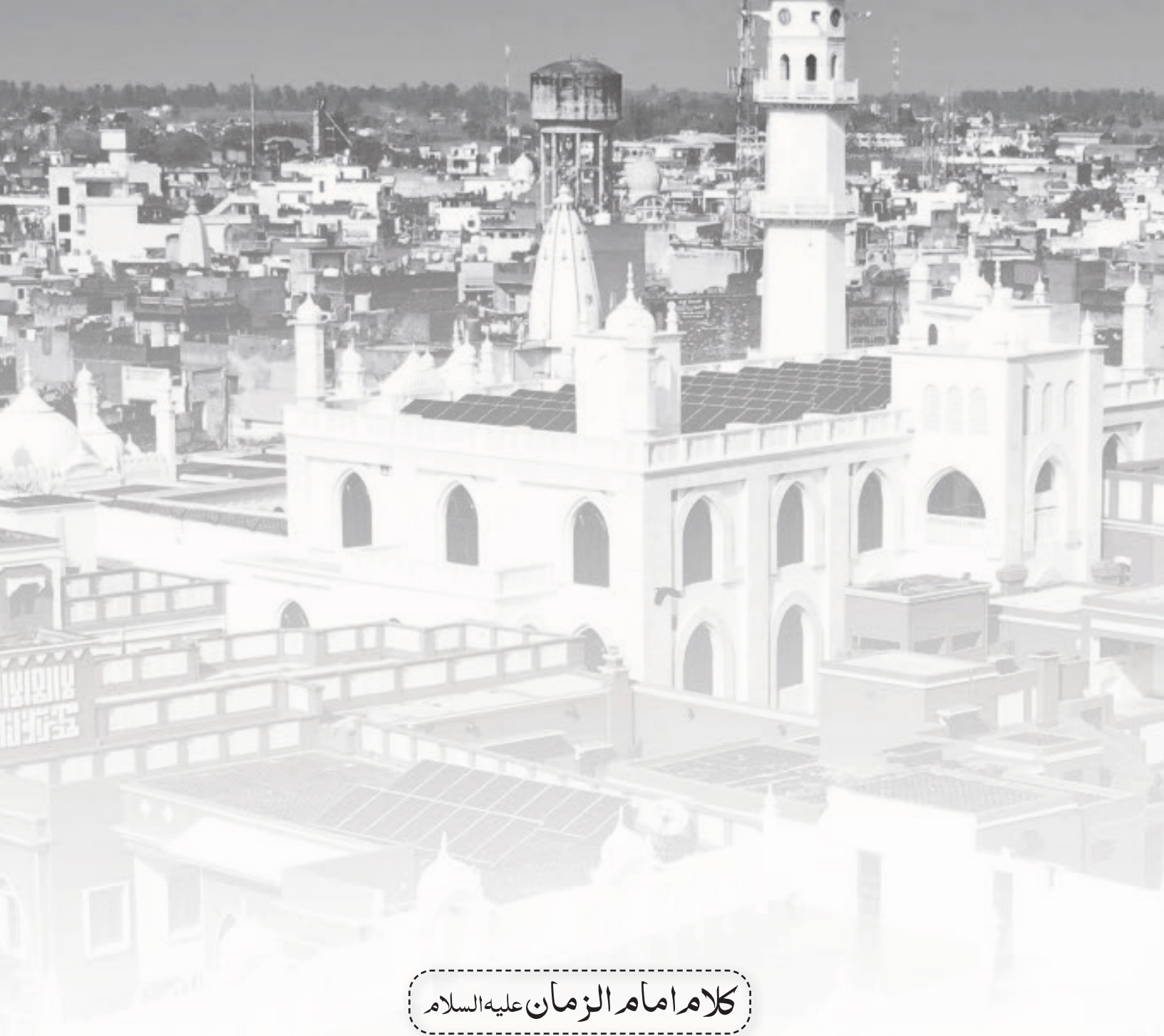
کلام امام الزمان علیہ السلام

رسالہ الوصیت میں حضرت مسیح موعودؑ نے 1905ء میں تحریر فرمایا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

چونکہ خدائے عزوجل نے متواتر وحی سے مجھے خبر دی ہے کہ میرا زمانہ وفات نزدیک ہے اور اس بارے میں اس کی وحی اس قدر تواتر سے ہوئی کہ میری ہستی کو بنیاد سے ہلا دیا۔ اور اس زندگی کو میرے پر سرد کر دیا۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کے اپنے دوستوں اور ان تمام لوگوں کے لئے جو میرے کلام سے فائدہ اٹھانا چاہیں چند نصائح لکھوں۔

(رسالہ الوصیت صفحہ 3)

بخشش و عطا کے مواقع کی تلاش

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن شریف کی تعلیم کے مطابق تحفہ قبول کر کے جواب میں (حسب حال) بہتر تحفہ دینے کی کوشش فرماتے تھے۔ ربیع بنت معوذ "بیان کرتی ہیں کہ میرے والد نے مجھے تازہ کھجوروں کا ایک طشت اور کچھ لکڑیاں دے کر حضور کی خدمت میں (تحفہ) پیش کرنے کے لئے بھجوایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوٹی لکڑیاں بہت پسند تھیں۔ اس زمانہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بحرین کے علاقے سے کچھ زیورات آئے ہوئے تھے آپ نے مٹھی بھر زیور ربیعہ کو عطا فرمایا۔ دوسری روایت میں ذکر ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ بھر کر سونے کا زیور ربیعہ کو دیا اور فرمایا یہ زیور پہن لو۔ (ہیثمی)

حسن ادائیگی

ایک دفعہ نبی کریم نے ایک اونٹ کسی سے بطور قرض لیا، واپس کرتے وقت اس سے اچھا اونٹ لوٹایا اور فرمایا تم میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو ادائیگی میں بہتر طریق اختیار کرتے ہیں۔ (ترمذی 57)

حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ حضور نے مجھ سے قرض لیا اور واپس کرتے ہوئے بڑھا کر عطا فرمایا۔ (بخاری) 58 ایک دفعہ ایک یہودی نے واپسی قرض کا تقاضا ذرا سختی اور گستاخی سے کیا۔ حضرت عمر نے جواباً اُسے کچھ سخت سُست کہا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے منع فرما دیا اور انہیں حکم دیا کہ اسے قرض بھی ادا کریں اور کچھ زیادہ بھی دے دیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ حلم دیکھ اس شخص نے اسلام قبول کر لیا۔ (حاکم)

عطاء نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نرالی شان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا اور بخشش کی ایک نرالی شان جو اور کہیں نظر نہیں آتی یہ ہے کہ آپ کی عطا کے سلسلے آپ کی وفات کے بعد بھی جاری رہے جس کی ایک مثال جابر بن عبد اللہ کا یہ واقعہ ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اگر بحرین سے مال یا تو میں آپ کو ایسے ایسے اور ایسے دوں گا (یعنی بہت دوں گا)۔ نبی کریم نے بحرین کا مال آنے سے پہلے ہی وفات پا گئے۔ حضرت ابو بکر کے زمانہ میں وہ مال یا تو انہوں نے اعلان کروایا کہ کسی کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ قرض یا وعدہ ہو تو وہ آکر لے لے۔ حضرت جابر نے عرض کیا کہ مجھ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال بحرین آنے پر اس اس طرح دینے کا وعدہ فرمایا تھا۔ حضرت ابو بکر نے دونوں ہاتھ بھر کر مجھے درہم عطا فرمائے اور ارشاد فرمایا کہ اب ان کو شمار کرو، وہ پانچ سو درہم نکلے۔ آپ نے فرمایا اس سے دگنے (یعنی ایک ہزار) مزید لے لو، تاکہ رسول اللہ کا وعدہ تین مرتبہ دینے کا پورا ہو جائے۔ (مسلم)

آخری پونجی بھی صدقہ کر دی

حضرت سہل بن سعد بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات دینار حضرت عائشہ کے پاس رکھوائے ہوئے تھے۔ آخری بیماری میں فرمایا کہ اے عائشہ ؟ وہ سونا جو تمہارے پاس تھا وہ کیا ہوا؟ عرض کیا میرے پاس ہے۔ فرمایا صدقہ کر دو۔ پھر آپ پر غشی طاری ہوگئی اور حضرت عائشہ آپ کے ساتھ مصروف ہوگئیں۔ جب ہوش آئی تو پھر پوچھا کہ کیا وہ سونا صدقہ کر دیا؟ عرض کی، ابھی نہیں کیا۔ آنحضور نے تین بار دریافت فرمایا اور پھر ہوش آنے پر آپ نے وہ دینار منگوا کر ہاتھ پر رکھ کر گنے اور فرمایا محمد کا اپنے رب پر کیا گمان ہوا اگر خدا سے ملاقات اور دنیا سے رخصت ہوتے وقت یہ دینار اس کے پاس ہوں۔ پھر وہ دینار حضرت علیؓ کو دئے تاکہ وہ انہیں صدقہ کر دیں اور اسی روز آپ کی وفات ہوگئی۔ (ہیثمی)

الغرض رسول اللہ کے جود ہ بنا پر مولانا روم کا وہی شعر صادق آتا ہے کہ

بہر ایں خاتم شد است او کہ بجود مثل اونے کو دنے خواہند بود کہ رسول اللہ اس لئے خاتم ٹھہرے کہ مثلاً سخاوت میں نہ آپ جیسا کوئی ہوا، نہ ہو گا۔ ■

سیرت المہدیؑ

مطالعہ کی عادت

آپ فرمایا کرتے تھے کہ بعض دفعہ آپ کے والد نہایت افسردہ ہو جاتے تھے اور کہتے تھے کہ میرے بعد اس لڑکے کا کس طرح گزارہ ہوگا اور اس بات پر ان کو سخت رنج تھا کہ یہ اپنے بھائی کا دست نگر رہے گا اور کبھی کبھی وہ آپ کے مطالعہ پر چڑ کر آپ کو ملاں بھی کہہ دیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ ہمارے گھر میں ملاں کہاں سے پیدا ہو گیا ہے لیکن باوجود اس کے خود ان کے دل میں بھی آپ کا رعب تھا۔ اور جب کبھی وہ اپنی دنیاوی ناکامیوں کو یاد کرتے تھے تو دینی باتوں میں آپ کے استغراق کو دیکھ کر خوش ہوتے تھے اور اس وقت فرماتے تھے کہ اصل کام تو یہی ہے جس میں میرا بیٹا لگا ہوا ہے لیکن چونکہ ان کی ساری عمر دنیا کے کاموں میں گذری تھی اس لئے افسوس کا پہلو غالب رہتا تھا مگر حضرت مرزا صاحب اس بات کی بالکل پرواہ نہ کرتے تھے بلکہ کسی کسی وقت قرآن و حدیث اپنے والد صاحب کو بھی سنانے کے لئے بیٹھ جاتے تھے۔ اور یہ ایک عجیب نظارہ تھا کہ باپ اور بیٹا دو مختلف کاموں میں لگے ہوتے تھے اور دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کو شکار کرنا چاہتا تھا۔ باپ چاہتا تھا کہ کسی طرح بیٹے کو اپنے خیالات کا شکار کرے اور دنیاوی عزت کے حصول میں لگا دے اور بیٹا چاہتا تھا کہ اپنے باپ کو دنیا کے خطرناک پھندہ سے آزاد کر کے اللہ تعالیٰ کی محبت کی لو لگا دے۔ غرض یہ عجیب دن تھے جن کا نظارہ کھینچنا قلم کا کام نہیں۔“

(رسالہ ریویو آف ریلیجنز اردو جلد 15 نمبر 9 ستمبر 1916ء، صفحہ 333)

خدمت دین کی لگن

”مجھے سب سے زیادہ ایک بوڑھے شخص کی شہادت پسند آیا کرتی ہے۔ یہ ایک سکھ ہے جو آپ کا بچپن کا واقف ہے۔ وہ آپ کا ذکر کر کے بے اختیار رو پڑتا ہے۔ اور سنایا کرتا ہے کہ ہم کبھی آپ کے پاس آکر بیٹھتے تھے تو آپ ہمیں کہتے تھے کہ جا کر میرے والد صاحب سے سفارش کرو کہ مجھے خدا اور دین کی خدمت کرنے دیں اور دنیوی کاموں سے معاف رکھیں۔ پھر وہ شخص یہ کہہ کر رو پڑتا کہ وہ تو پیدائش سے ہی ولی تھے۔“ ■

(احمدیت یعنی حقیقی اسلام۔ انوار العلوم جلد 8 صفحہ 207)

چوہدری محمد مظہر
مربی سلسلہ - بیلجیئم

سورۃ فاتحہ کا دوسرا نام سورۃ الحمد

سورۃ فاتحہ کے اور نام بھی ہیں جن میں سے ایک سورۃ الحمد بھی ہے کیونکہ یہ سورۃ ہمارے ربِّ اعلیٰ کی حمد سے شروع ہوتی ہے۔

سورۃ فاتحہ کا تیسرا نام اُمُّ القرآن

اور سورۃ فاتحہ کا ایک نام اُمُّ القرآن بھی ہے کیونکہ تمام قرآنی مطالب پر احسن پیرایہ میں حاوی ہے اور اس نے سیپ کی طرح قرآن کریم کے جواہرات اور موتیوں کو اپنے اندر لیا ہوا ہے۔ اور یہ سورۃ علم و عرفان کے پرندوں کے لئے گھونسلوں کی مانند بن گئی ہے۔ یاد رہے کہ قرآن کریم میں انسانوں کی رہنمائی کے لئے چار مضامین بیان کئے گئے ہیں۔ ۱۔ علم مبدء۔ ۲۔ علم معاد۔ ۳۔ علم نبوت۔ ۴۔ علم توحید ذات و صفات اور لاریب یہ چاروں علوم سورۃ فاتحہ میں موجود ہیں۔ اور یہ علوم اکثر علمائے اُمّت کے سینوں میں زندہ درگور کی حیثیت رکھتے ہیں، کیونکہ وہ لوگ سورۃ فاتحہ کو پڑھتے تو ہیں لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترتی اور وہ اس کی ان سات نہروں کو پوری طرح جاری نہیں کرتے (تا وہ خود بھی اور دوسرے لوگ بھی ان سے فائدہ اٹھائیں) بلکہ وہ فاجر لوگوں کی سی زندگی بسر کرتے ہیں۔

(ترجمہ از مرتب)

سورۃ فاتحہ کا چوتھا نام اُمّ الکتاب

اس کا نام اُمّ الکتاب بھی ہے کیونکہ قرآن شریف کی تمام تعلیم کا اِس میں خلاصہ اور عطر موجود ہے۔
(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 246,247)

سورۃ کا نام امّ الکتاب رکھنے کی یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ امور روحانیہ کے بارے میں اس میں کامل تعلیم موجود ہے، کیونکہ سالکوں کا سلوک اُس وقت تک پورا نہیں ہوتا جب تک کہ اُن کے دلوں پر ربوبیت کی عزّت اور عبودیت کی ذلّت غالب نہ آجائے۔ اس امر میں خدائے واحد و یگانہ کی طرف سے نازل شدہ سورۃ فاتحہ جیسا رہنما اور کہیں نہیں پاؤ گے۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ اُس نے کس طرح اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ سے لے کر مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ تک کے الفاظ سے اللہ تعالیٰ کی عزّت اور عظمت کو ظاہر فرمایا ہے۔ پھر اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ کہہ کر بندہ کے عجز اور کمزوری کو ظاہر کیا ہے۔ پھر یہ بھی ممکن ہے کہ اس سورۃ کو اُمُّ الکتاب اس امر کے پیش نظر کہا گیا ہو کہ اس میں انسانی فطرت کی سب ضرورتیں مدّ نظر ہیں اور انسانی طبائع کے سب

تقاضوں کی طرف اشارہ ہے خواہ وہ کسب سے متعلق ہوں یا افضالِ الٰہیہ سے۔ کیونکہ انسان اپنے نفس کی تکمیل کے لئے اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات۔ اور افعال کا علم حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور یہ بھی چاہتا ہے کہ اسے اس کے ان احکام کے وسیلہ سے اس کی خوشنودی کا علم ہو جائے، جن کی حقیقت اس کے اقوال سے ہی کھلتی ہے اور ایسا ہی اس کی روحانیت چاہتی ہے کہ عنایت ربّانی اس کی دستگیری کرے اور اس کی مدد سے اسے صفاء باطن اور انوار و مکاشفاتِ الٰہیہ حاصل ہوں اور یہ سورہ کریمہ ان سب مطالب پر مشتمل ہے بلکہ یہ سورۃ اپنے حسنِ بیان اور قوتِ تبیان سے دلوں کو موہ لینے والی ہے ۔(ترجمہ از مرتب) ■

(تفسیر حضرت مسیح موعودعلیہ السلام جلد اوّل صفحہ 3 تا 5)

الفاظ	اعراب	معانی
ربِّ اعلیٰ	رَبِّ اَعۡلیٰ	بلند شان والا رب
اُم	اُمُّ	ماں
مطالب	مَطَالِبۡ	معانی، مرادیں، خواہشات
احسن	اَحۡسَنۡ	جو بہت اچھا یا سب سے اچھا ہو
پیرایہ	پِیرَایَہ	انداز، طرز
حاوی	حَاوِی	احاطہ کرنے والا
سیپ	سِیۡپ	ایک دریائی کیڑے کا گھر، جو سیپ کے جوڑے کے اندر رہتا ہے بعض کے اندر سے موتی بھی نکلتے ہیں
جواہرات	جَواھِرَاتۡ	مختلف قسم کے ہیرے یا لعل، زیورات
عرفان	عِرۡفَانۡ	خدا تعالیٰ کی پہچان، شناخت
گھونسلوں	گھوۡنۡسلَوۡں	پرندوں کا گھر جو عموماً تنکوں سے بنا ہوتا ہے
مانند	مَانِنۡدۡ	جیسا، طرح
مبدء	مَبۡدَءۡ	منبع، سرچشمہ
معاد	مَعَادۡ	واپس جانے کی جگہ، مرنے کے بعد کی زندگی، آخرت
توحید	تَوۡحِیۡدۡ	خدا تعالیٰ کے ایک ہونے پر یقین لانا
ذات	ذَاتۡ	وجود، ہستی
صفات	صِفَاتۡ	خوبیاں
لاریب	لَارَیۡبۡ	یقیناً، بیشک
علوم	عُلُوۡمۡ	علم کی جمعت
درگور	دَرۡ گُوۡرۡ	دفن کیا جانا
حلق	حَلۡقۡ	گردن، گلا
فاجر	فَاجِرۡ	گناہ گار، بدکار
بسر	بَسَرۡ	گزارنا
عطر	عِطۡرۡ	خوشبو

امور	اُمُوْرْ	بہت سے کام، بہت سی باتیں، امر کی جمع
روحانیہ	رُوْحَانِیَہْ	روحانی، روح سے متعلق یا منسوب عمل یا چیز
کامل	کَامِلْ	مکمل، پورا، تمام
سالک	سَالِكْ	راہ چلنے والا، مسافر، وہ شخص جو اللہ کا قرب چاہے، جس مُرشد کے زیرِ ہدایت ہو
ربوبیت	رَبُوْبِیَّتْ	پروردگار، پرورش یا سرپرستی کرنے کا عمل
عبودیت	عُبُوْدِیَتْ	خدمت گزار ہونا، جنّت کی طمع اور دوزخ کے خوف کے بغیر صدقِ نیّت سے حق کی جانب توجہ رکھنا
واحد	وَاحِدْ	اکیلا، منفرد، تنہا
یگانہ	یگَانَہ	بے مثل، واحد، منفرد
عظمت	عَظْمَتْ	عزت، بزرگی، شان و شوکت، قدر و منزلت
عجز	عِجْزْ	انکسار، فروتنی، درگزر کا طالب
پیش نظر	پَیشِ نَظَرْ	موجود، سامنے روبرو
فطرت	فِطْرَتْ	قدرتی
مدّ نظر	مدِّ نَظَرْ	مطلوب، مقصود، نظر کے سامنے
طبائع	طَبَائع	مزاج، طبیعتیں
تقاضوں	تَقَاضُوں	خواہشوں، ضرورتوں، مطالبہ
کسب	کَسْبْ	وہ چیز جو محنت و ریاضت سے حاصل کی جائے، جدو جہد
افضال	اَفْضَالْ	مہربانیاں، بخششیں
وسیلہ	وَسِیلَہْ	ذریعہ، وساطت، توسط، واسطہ
عنایت ربّانی	عِنَایَتِ رَبَّانِیْ	رب کی مہربانی، رب کی شفقت، رب کی توجہ
دستگیری	دَسْتْ گِیرِیْ	حمایت، معاونت، مدد
صفاء	صَفَاء	پاکیزگی، خلوص، صاف و شفّاف، بے لوس
باطن	بَاطِنْ	دل روح، اندرون
انوار	اَنْوَارْ	روشنیاں، جلوے، تجلیاں
مکاشفات	مُکَاشَفَاتْ	غیبیہ، کشف و کرامات، ولی اللہ کو غیبی اورآئندہ کی خبروں کا علم
مشتمل	مُشْتَمِلْ	جو شامل یا شریک ہو
حسنِ بیان	حُسْنِ بَیَانْ	کہنے کا دلچسپ انداز، خوبی بیان، خوش بیانی
تبیان	تِبْیَانْ	بہت زیادہ وضاحت، بیان، تشریح کرنے کا کام
موہ	مُوْہْ	پیار، محبت

حکایت

بیان فرمودہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

پھر ایک اندھے کی کہاوت بیان فرماتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ”حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سنایا کرتے تھے کہ کوئی اندھا تھا جو رات کے وقت کسی دوسرے سے باتیں کر رہا تھا اور ایک شخص کی نیند خراب ہو رہی تھی۔ وہ کہنے لگا حافظ جی سو جاؤ۔ حافظ صاحب کہنے لگے ہمارا سونا کیا ہے۔ چُپ ہی ہو جانا ہے۔ مطلب یہ تھا کہ سونا آنکھیں بند کرنے اور خاموش ہو جانے کا نام ہوتا ہے۔ میری آنکھیں تو پہلے ہی بند ہیں۔ اب خاموش ہی ہو جانا ہے اور کیا ہے؟“ (تو میں ہو جاتا ہوں۔) تو آپ فرماتے ہیں کہ ”مومن کے لئے یہ حالات (جو تکلیف کے ہوتے ہیں یہ) تکلیف کا موجب نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ کہتا ہے کہ مَیں تو پہلے ہی ان حالات کا عادی ہوں۔ جیسے مومن کو دنیا مارنا چاہتی ہے تو وہ کہتا ہے مجھے مار کر کیا لوگے۔ میں تو پہلے ہی خدا تعالیٰ کے لئے مرا ہوا ہوں۔ (اس بات پہ تیار ہوں کہ جو اللہ تعالیٰ چاہے مَیں کروں گا۔ اس کے لئے جان بھی میری حاضر ہے۔) آپ فرماتے ہیں کہ ”دنیا موت سے گھبراتی ہے مگر ایک مومن کو جب دنیا مارنا چاہتی ہے تو وہ کچھ بھی نہیں گھبراتا اور کہتا ہے کہ میں تو اسی دن مر گیا تھا جس دن میں نے اسلام قبول کیا تھا۔ فرق صرف یہ تھا کہ آگے میں چلتا پھرتا مردہ تھا اور اب تم مجھے زمین کے نیچے دفن کر دو گے۔ میرے لئے کوئی زیادہ فرق نہیں ہو گا۔ ■

(الفضل 23 مئی 1943ء جلد 31 نمبر 122 صفحہ 6)

دعائیہ خطوط اور برکاتِ خلافت

رانا عطاء الرزاق
برسلز ایسٹ۔بیلجیئم

خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

اور اگر تم نے گول مول بات کی یا پہلو تہی کر گئے تو یقیناً اللہ جو تم کرتے ہو اِس سے بہت بہت باخبر ہے۔

الحمدللہ خاکسار پیدائشی احمدی ہے اور خاکسار کے دادا چوہدری غلام حیدر صاحب نے سب سے پہلے پنڈی بھاگو میں (1917یا1919) میں بیعت کی۔خاکسار جب پاکستان (پنڈی بھاگو۔سیالکوٹ) میں رہائش پذیر تھا تو کبھی کبھی پیارے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دعا کے لیے خط لکھ دیتا تھا مگر جب جرمنی میں اسائلم کیس کیا تو جماعتی کاموں میں اور نمازوں کی طرف زیادہ رجحان پیدا ہوا۔خاکسار کا پہلا اسائلم کیس تقریباً 7 مہینے میں ختم ہوگیا۔دوبارہ کیس کروایا اور پورا سال گذر گیا۔

ایک سال کے بعد خواب میں پیارے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا دستخط شدہ خط دھندلی صورت میں نظر آیا جس میں یہی تھا کہ یہاں کیس پاس نہیں ہوگا۔چنانچہ سخت گھبراہٹ اور تشویش ہوئی۔صدقات وغیرہ دیئے۔اسی پریشانی کے عالم میں دوست احباب سے مشورہ کرتا رہا چنانچہ تقریباً 3 سال کے بعد دوبارہ انٹرویو ہوا جس سے دل کو کچھ تسلی ہوئی کہ اب شاید کیس پاس ہوجائے گا۔انٹرویو کے دوران جماعتی و ذاتی سوالات ہوئے۔چنانچہ انٹرویو کے بعد وکیل نے مبارک باد دی کہ میرے مطابق تمہارا کیس پاس ہوجائے گا لیکن ایک مہینے کے بعد پتہ چلا کہ کیس نیگیٹو ہوگیا ہے وکیل نے بتایا کہ جج نے لکھا ہے کہ وہ انٹرویو سے تو مطمئن ہے لیکن میں تمہارا کیس Accept نہیں کر سکتی۔یہ سب سُن کر بہت پریشانی ہوئی اس وقت پیارے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خط بھی میرے سامنے تھا۔

اس صورتحال کو دیکھ کر خاکسار جرمنی چھوڑ کر بیلجیم آگیا اور پیارے حضور انور ایدہ اللہ کی خدمت اقدس میں دعائیہ خطوط لکھتا رہا۔جس میں اپنے مسائل کا برابر ذکر کرتا رہا کیونکہ میں ابھی مطمئن نہیں تھا کہ میں بلجیئم میں کیس کرواؤں چنانچہ ایک دن پیارے حضور کا خط بیلجیئم جماعت کو موصول ہوا جس میں حضور انور نے مقامی جماعت سے استفسار فرمایا تھا کہ چونکہ مجھے ان (عطاءالرزاق) کی تفصیل معلوم نہیں ہے لہذا بیلجیئم جماعت اس حوالے سے ان کی تفصیلات معلوم کرے کہ ان کو کیا پریشانی ہے؟اس پر خاکسار نے جماعت کو اپنے مسائل سے آگاہ کیا۔اسی دوران میں نے اپنے دیرینہ دوست مکرم حافظ پرویز اقبال صاحب مربی سلسلہ پاکستان سے اس بات کا ذکر کیا جنہوں نے مجھے فوراً بیلجیئم میں کیس کروانے کی تاکید کی۔جس کے معاً بعد میں نے بیلجیئم میں اسائلم کیس کروا دیا اس دوران خاکسار برابر پیارے حضور انور کی خدمت میں دعائیہ خطوط لکھتا رہا اور جماعتی خدمت کی طرف توجہ دیتا رہا۔الحمدللہ۔وقت گذرتا رہا۔پھر ایک رات خواب میں پیارے خلیفۂ وقت کا دیدار ہوا۔خواب میں پیارے حضور میرے پاس بیٹھ جاتے ہیں۔میں انہیں بتاتا ہوں کہ میں بہت پریشان ہوں جس پر پیارے حضور مجھے کہتے ہیں کہ آپ پریشان نہ ہوں۔اللہ فضل فرمائے گا۔چنانچہ یہ خواب دیکھ کر دل کو بہت تسلی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ جلد کامیاب کرے گا۔انشاءاللہ۔اس دوران میرا رابطہ خاندان کے افراد اور دیگر دوستوں سے رہا جب بھی کیس کی بات ہوتی تو میں بھرپور یقین کے ساتھ کہتا کہ خلیفہ وقت کی محبت بھری دعاؤں سے انشاء اللہ کیس اب ضرور پاس ہوگا چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل،بے پناہ رحم اور خلیفۂ وقت کی مسلسل دعاؤں سے جلد ہی تقریباً 10 روز میں کیس پاس ہوگیا الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

زیر تحریر کا اولین مقصد صرف یہ ہے کہ ہمیں اپنی ہر پریشانی اور مصیبت میں اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود ہوکر دعائیں کرنی چاہئیں اور خلیفۂ وقت کو اپنے مسائل کے حوالے سے مسلسل دعائیہ خطوط لکھتے رہنا چاہیے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اور رحم ہے کہ آج خلیفۂ وقت سے محبت و وفا کا تعلق رکھنے کی وجہ سے ہی ہم اپنی پریشانیوں کو دور کرسکتے ہیں۔ہم انہیں اپنے مسائل بتا کر اطمینانِ قلب حاصل کرسکتے ہیں۔اللہ کرے کہ ہم سب اپنے ایمانوں کو اسی طرح بڑھاتے چلے جائیں۔آمین ثم آمین ■

تذکرہ خلفائے راشدین

شہریار اکبر
مربی سلسلہ۔ بیلجیئم

محبوب آقا کی حفاظت کا عظیم جذبہ

آنحضرت ﷺ جب ہجرت کے ارادہ سے مکہ سے نکلے اور غار ثور میں پناہ گزین ہوئے تو اس غار کے تمام سوراخ اگرچہ نہایت احتیاط کے ساتھ بند کر دیے گئے تاہم ایک سوراخ باقی رہ گیا۔ آنحضرت ﷺ، حضرت ابوبکر کے زانو پر سر مبارک رکھ کر استراحت فرما رہے تھے کہ اتفاقاً اس سوراخ میں سے ایک زہریلے سانپ نے سر نکالا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے محبوب آقا کے آرام میں کوئی معمولی خلل بھی گوارا نہ کرتے ہوئے اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر خوشی اور مسرت کے جذبات سے اس سوراخ پر پاؤں رکھ دیا جس پر سانپ نے کاٹ لیا۔ زہر اثر کرنے لگا مگر آپ نے پھر بھی حضور کے آرام کا اس قدر خیال رکھا کہ اف تک نہ کی۔ اور معمولی سے معمولی حرکت بھی آپ سے سرزد نہ ہوئی۔ تا آنحضرت ﷺ کے آرام میں خلل نہ آئے۔ لیکن درد کی شدت بے قرار کر رہی تھی۔ اس لیے آنکھوں سے آنسو گر گئے۔ جن کا ایک قطرہ آنحضرت ﷺ کے رخسار مبارک پر گرا۔ آپ کی آنکھ کھل گئی اور دریافت فرمایا کہ کیا معاملہ ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ سانپ نے ڈس لیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے لعاب دہن اس مقام پر لگایا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے زہر دور ہو گیا۔

(زرقانی جلد1 صفحہ 335)

بچوں کی ذہنی استعداد بڑھانے کے لیے حوصلہ افزائی

حضرت عمرؓ بچوں کی تربیت کس طرح کیا کرتے تھے۔ اس بارے میں ایک روایت ہے۔ یوسف بن یعقوب نے کہا: ابن شہاب نے مجھے اور میرے بھائی کو اور میرے چچا کے بیٹے کو جبکہ ہم کم سن بچے تھے کہا تم اپنے آپ کو بچہ ہونے کی وجہ سے حقیر نہ سمجھنا کیونکہ حضرت عمرؓ کو جب کوئی معاملہ درپیش آتا تو آپ بچوں کو بلاتے اور ان سے بھی اس غرض سے مشورہ لیتے کہ آپ ان کی عقلوں کو تیز کرنا چاہتے تھے۔

(سیرت عمر بن الخطاب از ابن جوزی صفحہ 165۔ مکتبہ مصریۃ الازھر)

دلوں میں بغض رکھنے پر جنازہ پڑھنے سے انکار

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو تعلق تھا اور آپؐ کی نظر میں ان کا جو مقام تھا اس کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ حضرت عثمانؓ سے بغض رکھنے والے ایک شخص کا جنازہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں پڑھا۔ اس کی تفصیل یوں بیان ہوئی ہے۔ حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص کا جنازہ لایا گیا تا کہ آپؐ اس کی نماز جنازہ پڑھا دیں لیکن آپؐ نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھائی۔ کسی نے عرض کی یا رسول اللہؐ! اس سے پہلے ہم نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپؐ نے کسی کی نماز جنازہ چھوڑی ہو۔ اس پر آپؐ نے فرمایا یہ شخص عثمانؓ سے بغض رکھتا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ بھی اس سے دشمنی رکھتا ہے۔

(سنن الترمذی ابواب المناقب باب فی مناقب عثمان...... حدیث نمبر 3709)

خدمتِ رسول اللہ ﷺ کا اعزاز

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری بیماری میں سیّدنا حضرت علیؓ کی خدمت کا ذکر اس طرح ملتا ہے۔ بخاری میں روایت ہے کہ عبید اللہ بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے اور آپؐ کی بیماری بڑھ گئی تو آپؐ نے اپنی ازواج سے اجازت لی کہ میرے گھر میں آپؐ کی تیمارداری کی جائے تو آپؐ کو انہوں نے اجازت دے دی۔ اس پر آپ دو آدمیوں کے درمیان نکلے۔ آپؐ کے پاؤں زمین پر لکیر ڈال رہے تھے اور آپؐ حضرت عباسؓ اور ایک دوسرے آدمی کے درمیان تھے یعنی حضرت عائشہؓ کے گھر میں ہی تھے اور وہیں سے آپؐ مسجد جانے کے لیے دو آدمیوں کا سہارا لے کر باہر آئے۔ عبید اللہ نے کہا کہ میں نے اس بات کا ذکر حضرت ابن عباسؓ سے کیا جو حضرت عائشہؓ نے کہی تھی تو انہوں نے کہا کیا تم جانتے ہو وہ کون آدمی تھے جس کا حضرت عائشہؓ نے نام لیا تھا؟ میں نے کہا نہیں۔ ایک تو حضرت عباسؓ تھے جن کا حضرت عائشہؓ نے نام لیا تھا اور دوسرے آدمی جس کا نام نہیں لیا تھا انہوں نے کہا کہ وہ حضرت علی بن ابی طالبؓ تھے۔ ■

(صحیح بخاری کتاب الاذان باب حد المریض ان یشھد الجماعۃ حدیث نمبر 665)

تذکرۂ خلفائے احمدیت

شہریار اکبر
مربی سلسلہ۔ بیلجیئم

دعا کے بعد بارش بند ہوگئی

محترم چودھری غلام محمد صاحب بی اے کا بیان ہے کہ 1909ء کے موسم برسات میں ایک دفعہ لگاتار آٹھ روز بارش ہوتی رہی جس سے قادیان کے بہت سے مکانات گر گئے۔ حضرت نواب محمد علی خان صاحب مرحوم نے قادیان سے باہر نئی کوٹھی تعمیر کی تھی وہ بھی گر گئی۔ آٹھویں یا نویں دن حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ نے ظہر کی نماز کے بعد فرمایا کہ میں دعا کرتا ہوں آپ سب لوگ آمین کہیں۔ دعا کرنے کے بعد آپؓ نے فرمایا کہ میں نے آج وہ دعا کی ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری عمر میں صرف ایک دفعہ کی تھی۔ دعا کے وقت بارش بہت زور سے ہو رہی تھی۔ اس کے بعد بارش بند ہوگئی اور عصر کی نماز کے وقت آسمان بالکل صاف تھا اور دھوپ نکلی ہوئی تھی۔

(حیات نور صفحہ 441،440)

اگر مجھے موت آجائے تو؟

حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ حرم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ حضورؓ کے بارے میں تحریر فرماتی ہیں:

”قرآن مجید سے آپؓ کو جو عشق تھا اور جس طرح آپ نے اس کی تفسیریں لکھ کر اس کی اشاعت کی وہ تاریخ احمدیت کا ایک روشن باب ہے۔ خدا تعالیٰ کی آپؓ کے متعلق پیشگوئی کہ کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اپنی پوری شان کے ساتھ پوری ہوئی۔ جن دنوں میں تفسیر کبیر لکھی نہ آرام کا خیال رہتا تھا نہ سونے کا نہ کھانے کا بس ایک دھن تھی کہ کام ختم ہو جائے۔ رات کو عشاء کی نماز کے بعد لکھنے بیٹھے ہیں تو کئی دفعہ ایسا ہوا کہ صبح کی اذان ہوگئی اور لکھتے چلے گئے۔ تفسیر صغیر تو لکھی ہی آپ نے بیماری کے پہلے حملہ کے بعد یعنی 1956ء میں طبیعت کافی کمزور ہو چکی تھی۔ گو یورپ سے واپسی کے بعد صحت ایک حد تک بحال ہو چکی تھی۔ مگر پھر بھی کمزوری باقی تھی ڈاکٹر کہتے تھے آرام کریں فکر نہ کریں زیادہ محنت نہ کریں۔ لیکن آپؓ کو ایک دھن تھی کہ قرآن کے ترجمہ کا کام ختم ہو جائے۔ بعض دن صبح سے شام ہو جاتی اور لکھواتے رہتے۔ کبھی مجھ سے املا کرواتے۔ مجھے گھر کا کام ہوتا تو مولوی یعقوب صاحب مرحوم کو ترجمہ لکھواتے رہے۔ آخری سورتیں لکھوا رہے تھے غالباً انتیسواں سپارہ تھا یا آخری شروع ہو چکا تھا (ہم لوگ نخلہ میں تھے وہیں تفسیر صغیر مکمل ہوئی تھی) کہ مجھے بہت تیز بخار ہو گیا میرا دل چاہتا تھا کہ متواتر کئی دن سے مجھے ہی ترجمہ لکھوا رہے ہیں میرے ہاتھوں ہی یہ مقدس کام ختم ہو۔ میں بخار سے مجبور تھی ان سے کہا کہ میں نے دوائی کھا لی ہے آج یا کل بخار اتر جائے گا۔ دو دن آپ بھی آرام کر لیں آخری حصہ مجھ سے ہی لکھوائیں تا میں ثواب حاصل کر سکوں۔ نہیں مانے کہ میری زندگی کا کیا اعتبار۔ تمہارے بخار اترنے کے انتظار میں اگر مجھے موت آجائے تو؟ سارا دن ترجمہ اور نوٹس لکھواتے رہے اور شام کے قریب تفسیر صغیر کا کام ختم ہو گیا۔

بے شک تفسیر کبیر مکمل قرآن مجید کی نہیں لکھی گئی مگر جو علوم کا خزانہ ان جلدوں میں آپؓ چھوڑ گئے ہیں وہ اتنا زیادہ ہے کہ ہماری جماعت کے احباب ان کو پڑھیں ان سے فائدہ اٹھائیں تو بڑے سے بڑا عالم ان کے مقابلہ میں نہ ٹھہر سکے۔“ت

(خطابات مریم جلد اول صفحہ 67)

اپنڈیکس کی تکلیف ہرگز نہ ہوگی

مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب لکھتے ہیں:

1965ء میں جبکہ حضور 'حضرت خلیفۃ المسیح الثالث' رحمہ اللہ تعالیٰ مسند خلافت پہ متمکّن ہو چکے تھے۔ خاکسار ان ایام میں منڈی بہاؤ الدین میں بطور مربی متعین تھا۔ مجھے ایک مرتبہ پیٹ میں دائیں جانب درد سی رہنے لگی۔ ایک ڈاکٹر کے پاس مشورہ کے لیے گیا تو ڈاکٹر صاحب نے پوری طرح معائنہ کے بعد دوبارہ آنے کے لیے کہا جب دوبارہ حاضر ہوا تو وہاں ایک اور ڈاکٹر بھی میرے معائنہ کے لیے موجود تھے۔ چنانچہ اس مرتبہ دونوں ڈاکٹروں نے مل کر معائنہ کے بعد یہ رائے قائم کی کہ اپنڈیکس بڑھنے کا قوی امکان ہے اور اس صورت میں آپریشن کی ضرورت ہوگی۔ خاکسار کو یہ سن کر تشویش ہوئی اور اگلے ہی روز خاکسار نے ربوہ پہنچ کر حضور 'حضرت خلیفۃ المسیح الثالث' رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضری دی، ساری کیفیت بیان کر کے اور ڈاکٹروں کی رائے بتا کر دعا کی عاجزانہ درخواست کی۔ حضور ”حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ“ نے نہایت توجہ سے ساری باتیں سن کر خاکسار کو تسلی دی کہ انشاء اللہ میں دعا کروں گا اور ڈاکٹروں کی رائے کے مطابق اپنڈیکس کی تکلیف ہرگز نہ ہوگی آپ فکر نہ کریں۔ چنانچہ نہ صرف خاکسار کی ساری فکر جاتی رہی بلکہ اگر کوئی تکلیف پردہ غیب میں مقدر بھی تھی تو میرے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں کے طفیل اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور ڈاکٹروں کی رائے نے واقعاتی رنگ اختیار نہیں کیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک۔ ■

(ماہنامہ خالد سیدنا ناصر نمبر۔ صفحہ 238.237۔ اپریل۔ مئی 1983ء)

قیام الصلوٰة

صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ

تحریر: شہریار اکبر۔ مربی سلسلہ علیحیم

نماز میں خلل اور صدقات

1- محبوب حقیقی کے حضور حاضری کے وقت محبوب سے محبوب چیز بھی اگر صحابہ کی توجہ میں خلل انداز ہوجاتی تو وہ ان کی نگاہ میں مبغوض ہوجاتی۔ ایک دن حضرت ابوطلحہ انصاریؓ اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک چڑیا اڑتی ہوئی آئی چونکہ باغ بہت گھنا تھا اور کھجوروں کی شاخیں باہم ملی ہوئی تھیں۔ چڑیا ان میں پھنس گئی اور نکلنے کی راہ ڈھونڈنے لگی۔ ان کو باغ کی شادابی اور چڑیا کی اچھل کود کا یہ منظر بہت پسند آیا اور اس کو تھوڑی دیر دیکھتے رہے۔ پھر نماز کی طرف توجہ کی تو یہ یاد نہ آیا کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔ دل میں کہا کہ اس باغ نے یہ فتنہ کیا ہے۔ فوراً حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ بیان کرنے کے بعد کہا کہ اس باغ کو صدقہ میں دیتا ہوں۔ اسی طرح ایک اَور صحابی کے متعلق روایت ہے کہ وہ اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ فصل کا زمانہ تھا۔ دیکھا تو کھجوریں پھل سے لدی ہوئی تھیں۔ ان کو دیکھ کر نماز سے توجہ ہٹ گئی اور بھول گئے کہ کس قدر رکعتیں پڑھی ہیں۔ نماز سے فارغ ہوکر حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ اس باغ کی وجہ سے میں فتنہ میں مبتلا ہوا ہوں۔ اس لیے اس باغ کو صدقہ کرتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے 50 ہزار پر اسے فروخت کردیا۔

(مؤطا امام مالک کتاب الصلوٰة)

نماز چھوڑنے والوں کے لیے تنبیہ

2- اپنے ربّ کی محبت پانے کا جنون ایسا تھا کہ سخت سے سخت تکلیف میں بھی صحابہ کرامؓ کی نماز قضا نہیں ہوتی تھی۔ جس دن حضرت عمرؓ کو زخم لگا اسی رات کی صبح لوگوں نے نماز فجر کے لیے جگایا تو فرمایا: ہاں جو شخص نماز چھوڑ دے اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔ چنانچہ اسی حالت میں کہ زخم سے مسلسل خون جاری تھا آپؓ نے نماز پڑھی۔

(بخاری ابواب صلوٰة الخوف باب الصلوٰة عند مناھضة العدو)

سر پر موت اور نماز کی ادائیگی کی فکر

3- عشق الٰہی کا اظہار زندگی کے آخری لمحے تک ایسا دکھائی دیتا ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ چنانچہ بزرگ صحابی حضرت خبیبؓ کو جب شہید کیا جانے لگا تو انہوں نے اپنے قاتلوں سے اجازت مانگی کہ مجھے دو رکعت نماز پڑھ لینے دو۔ بخاری میں روایت ہے کہ یہ پہلے شخص تھے جنہوں نے قتل کے وقت دو رکعت ادا کرنے کا طریق جاری کیا۔ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم کہو گے کہ گھبرا کر ایسا کر رہا ہے تو میں اور زیادہ خدا سے محو راز و نیاز ہوتا۔ پھر چند اشعار پڑھتے ہوئے اپنے مولا کے حضور حاضر ہوگئے جن کا ترجمہ یہ ہے کہ جب میں مسلمان ہونے کی حالت میں قتل کیا جاؤں تو میں پروا نہیں کرتا کہ کس پہلو گرتا ہوں۔ اگر خداوند تعالیٰ کو منظور ہوا تو میرے جسم کے ٹکڑوں میں بھی برکت دے دے گا۔

(استیعاب جلد اوّل صفحہ 168، سیر الصحابہ جلد سوم صفحہ 311)

سخت اور کٹھن حالات میں بھی واحد و لاشریک کی عبادت کی فکر

4- کفار مکّہ کو علم تھا کہ عشق الٰہی یعنی توحید کا درس ہی اسلام میں داخل ہونے کا دروازہ ہے اور وہ اپنی بدبختی کی انتہا کرتے ہوئے اسی دروازے میں داخل ہونے والوں پر عرصۂ حیات تنگ کردیتے۔ خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کرنے کے جرم میں کفار مکہ کی اذیتوں سے مجبور ہوکر حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے ہجرت کی اجازت لے کر رخت سفر باندھا تو راستہ میں ابن الدغنہ رئیس قارہ سے ملاقات ہوئی۔ اس نے پوچھا ابوبکر کہاں کا قصد ہے؟ آپ نے فرمایا کہ قوم نے مجھے جلاوطن کردیا ہے۔ اب ارادہ ہے کہ کسی اَور ملک کو چلا جاؤں اور آزادی سے خدا کی عبادت کروں۔ ابن الدغنہ نے کہا کہ تم سا آدمی جلاوطن نہیں کیا جاسکتا۔ تم مفلس و بے نوا کی دستگیری کرتے ہو، قرابت داروں کا خیال رکھتے ہو، مہمان نوازی کرتے ہو، مصیبت زدوں کی اعانت کرتے ہو۔ میرے ساتھ واپس چلو اور اپنے وطن ہی میں اپنے خدا کی عبادت کرو۔ چنانچہ آپؓ ابن الدغنہ کے ساتھ پھر مکہ واپس آئے۔ ابن الدغنہ نے قریش میں پھر کر اعلان کر دیا کہ آج سے ابوبکرؓ میری امان میں ہیں۔ ایسے شخص کو جلاوطن نہ کرنا چاہیے جو محتاجوں کی خبرگیری کرتا ہے، قرابت داروں کا خیال رکھتا ہے، مہمان نوازی کرتا ہے اور مصائب میں لوگوں کے کام آتا ہے۔ قریش نے ابن الدغنہ کی امان کو تسلیم کیا لیکن فرمائش کی ابوبکر کو سمجھا دو کہ وہ جب اور جس طرح جی چاہے اپنے گھر میں نمازیں پڑھیں اور قرآن کی تلاوت کریں لیکن گھر سے باہر نمازیں پڑھنے کی ان کو اجازت نہیں۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عبادت الٰہی کے لیے اپنے صحن خانہ میں ایک مسجد بنالی۔ کفار کو اس پر بھی اعتراض ہوا۔ انہوں نے ابن الدغنہ کو خبر دی کہ ہم نے تمہاری ذمہ داری پر ابوبکرؓ کو اس شرط پر امان دی تھی کہ وہ اپنے مکان میں چھپ کر اپنے مذہبی فرائض ادا کریں۔ لیکن اب وہ صحن خانہ میں مسجد بنا کر اعلان کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ ہم کو خوف ہے کہ ہماری عورتیں اور بچے متاثر ہوکر اپنے آبائی مذہب سے بدعقیدہ نہ ہوجائیں۔ اس لیے تم انہیں مطلع کردو کہ اس سے باز آجائیں ورنہ تم کو ذمہ داری سے بَری سمجھیں۔ اس پر ابن الدغنہ نے آپؓ سے کہا: تم جانتے ہو کہ میں نے کس شرط پر تمہاری حفاظت کا ذمہ لیا ہے اس لیے یا تو تم اس پر قائم رہو یا مجھے ذمہ داری سے بری سمجھو میں نہیں چاہتا کہ عرب میں مشہور ہو کہ میں نے کسی کے ساتھ بدعہدی کی۔ حضرت ابوبکرؓ نے نہایت استغنا کے ساتھ جواب دیا کہ مجھے تمہاری پناہ کی حاجت نہیں، میرے لیے خدا اور اس کے رسول کی پناہ کافی ہے۔ ■

(بخاری باب ہجرة النبی ﷺ و اصحابہ الی المدینہ)

صحبتِ صالح کا قلبی اثر

1- حضرت قاضی ضیاء الدین صاحبؓ آف قاضی کوٹ ضلع گوجرانوالہ حضور کے دعویٰ سے بہت پہلے فروری ۱۸۸۵ء میں حضور کی زیارت سے پہلی بار مشرف ہوئے اور صرف پانچ روزہ قیام میں حضورؑ کی صحبت سے اس قدر متاثر ہوئے کہ واپس روانگی سے پہلے مسجد اقصیٰ کی دیوار پر ایک طویل تحریر لکھ گئے جس کی جان فارسی کا یہ شعر تھی۔

حسن و خوبی و دلبری بر تو تمام

صحبتے بعد از لقائے تو حرام

یعنی حسن و خوبی اور دل کشی کا خدا داد ملکہ آپ کی ذات پر مکمل ہو چکا ہے۔ اس لیے اب کوئی بھی صحبت آپ کی صحبت اور ملاقات کے بعد حرام ہے۔

(اصحاب احمد جلد ششم صفحہ ۱۱)

بارش، آندھی، تیز دھوپ میں بھی نماز کی ادائیگی

2- حضرت مولوی عبد الکریم صاحبؓ سیالکوٹی، حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ، حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحبؓ، حضرت منشی محمد اسماعیل صاحبؓ سیالکوٹی، حضرت حافظ معین الدین صاحبؓ جو نابینا تھے اور کتنے ہی دوسرے صحابہ ہیں جنہیں آخری عمر میں بیماری و معذوری کے باوجود گھر پر نماز ادا کرنی گوارا نہ تھی، بارش ہو، آندھی ہو، کڑکڑاتا جاڑا ہو یا تیز دھوپ مسجد پہنچ کر نماز باجماعت میں شامل ہوتے۔

(اصحاب احمد جلد7، صفحہ 10، اصحاب احمد جلد13 صفحہ290، اصحاب احمد جلد 7صفحہ200)

ہم تو مریں گے یار کی دیوار کے تلے!

3- حضرت ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب گوڑگانوی رضی اللہ عنہ نہایت مخلص اور باوفا مرید تھے، بیان کرتے ہیں: ’’... میرے گاؤں میں لوگ کہتے ہیں کہ قادیانی ہو تو گئے ہو، میاں کبھی مرو گے تو (نعوذ باللہ) کتے لاش گھسیٹیں گے۔ یہاں تو کوئی جنازہ بھی نہ پڑھائے گا تو میں ان کو یہ شعر سنا دیتا ہوں کہ

مجنوں تھا قیس جو کہ بیاباں میں رہ گیا!

ہم تو مریں گے یار کی دیوار کے تلے!

اللہ تعالیٰ نے اُن کی اس ایمانی حالت اور ثبات کے بدلے اُن کی وفات سے محض تین روز پہلے انہیں قادیان پہنچا دیا اور تیسرے روز سچ مچ اُسی یار کی دیوار تلے اپنے مولیٰ کو جان سونپ کر اپنی بات پوری کر گئے۔

(اصحاب احمد جلد دوم صفحہ 624)

عبادات کی بجا آوری کے حقیقی ثمرات

4- حضرت منشی عطا محمد صاحبؓ پٹواری بیان کرتے ہیں کہ میں سخت بے دین اور شرابی کبابی راشی مرتشی ہوتا تھا...... حضور کی نصیحت کہ ’’ زکریا والی توبہ کرو‘‘ سن کر میں نے شراب وغیرہ چھوڑ دی اور رشوت بھی بالکل ترک کر دی اور صلوٰۃ و صوم کا پابند ہو گیا۔ ■

(ماخوذ از سیرت المہدی حصہ اول صفحہ 220 تا 221 روایت نمبر 241)

نظامِ وصیت

(ارشاداتِ حضرت مسیح موعودؑ)
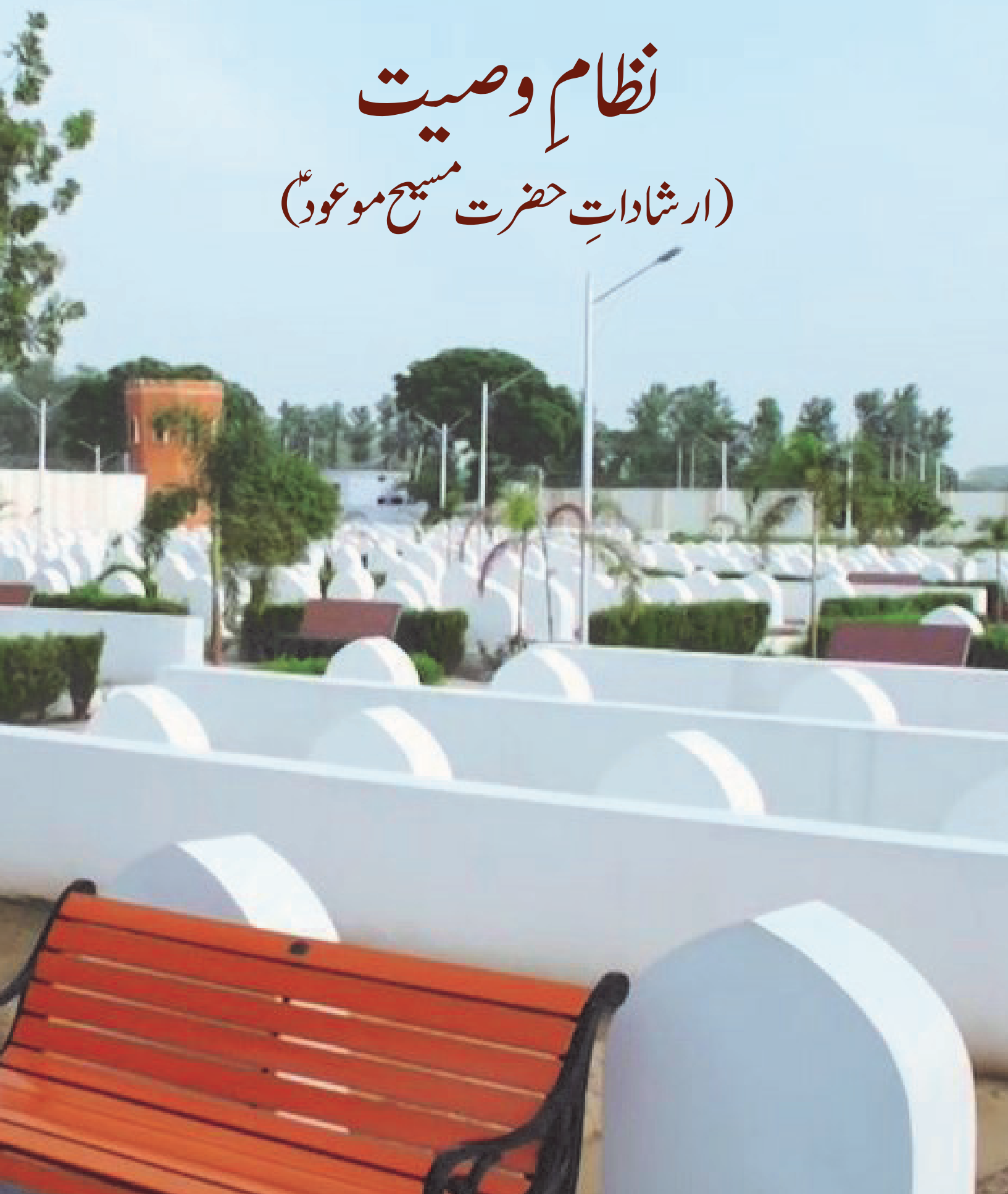
حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ
”اپنی اور اپنی نسلوں کی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے وصیت کے آسمانی نظام میں شامل ہوں۔“

(جلسہ سالانہ یوکے یکم اگست 2004ء اختتامی خطاب)

انجام بخیر حاصل کرنے کے لئے انتہائی اہم نسخہ: الٰہی جماعتوں کی یہ نشانی ہے کہ وہ ہر وقت اس کوشش میں ہوتی ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کیا جائے اور کس طرح اس کی خوشنودی حاصل کی جائے... کیونکہ شیطان نے تو برائیوں کو اس قدر خوبصورت کر کے دکھایا ہے کہ آج کل کے معاشرے میں نیکیوں پر چلنا بہت مشکل نظر آتا ہے.... جہاں شیطان مختلف رستوں سے بہکاتا ہے وہاں اللہ کے پیارے راہنمائی کرنے والے بھی ہمیں رستے بتاتے رہتے ہیں تا کہ انسان انجام بخیر کی طرف سفر کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ کی جنتوں کا وارث ٹھہرے اور ایسی صورت پیدا ہو جائے ایسا وقت آجائے کہ اللہ تعالیٰ کہے فَادۡخُلِیۡ فِیۡ عِبٰدِیۡ وَادۡخُلِیۡ جَنَّتِیۡ (الفجر: 31-30) حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ہمیں وہ طریقے بتائے ہیں جن کو میں مختصر بیان کروں گا۔ اللہ تعالیٰ کا قرب پانے اور انجام بخیر حاصل کرنے کے لئے ایک اور ذریعہ بھی ہے جو تمہیں نیکیوں پر قائم رہنے اور اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے میں مددگار ہو گا بلکہ انتہائی اہم نسخہ ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کے دین کی اشاعت کے سامان بھی پیدا ہو رہے ہوں گے اور حقوق العباد ادا کرنے کے سامان بھی پیدا ہو رہے ہوں گے اور وہ ہے نظام وصیت۔ اس کی اہمیت کے بارے میں آپؑ فرماتے ہیں کہ:- تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے۔ ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اُس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں۔ وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں اُن کے لئے موقع ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے خاص انعام پاویں۔“

پس آپ نے وصیت کا نظام جاری کرتے ہوئے یہ خوشخبری بھی دی ہے کہ یہ نظام خدا تعالیٰ کا قرب پانے کا ایک ذریعہ ہے اور اس لئے اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں خدا تعالیٰ سے خاص انعام ملے تو اس نظام میں شامل ہو جاؤ اور اس دروازے میں داخل ہو جاؤ۔ ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ: ”دنیا کے کام کسی نے نہ تو کبھی پورے کئے ہیں اور نہ ہی کرے گا۔ دنیا دار لوگ نہیں سمجھتے کہ ہم کیوں دنیا میں آئے اور کیوں جائیں گے۔ کون سمجھا وے جب کہ خدائے تعالیٰ نے نہ سمجھایا ہو۔ دنیا کے کام کرنا گناہ نہیں مگر مومن وہ ہے جو در حقیقت دین کو مقدم سمجھے اور جس طرح اس ناچیز اور پلید دنیا کی کامیابیوں کے لئے دن رات سوچتا یہاں تک کہ پلنگ پر لیٹے بھی فکر کرتا ہے اور اس کی ناکامی پر سخت رنج اٹھاتا ہے ایسا ہی دین کی غمخواری میں بھی مشغول رہے۔ دنیا سے دل لگانا بڑا دھوکہ ہے۔ موت کا ذرا اعتبار نہیں۔“

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر چہارم مکتوب نمبر 9 صفحہ نمبر 73,72)

ایک جگہ آپؑ نے فرمایا....
”دنیا کی لذتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جدا کرتی ہیں۔ اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کرو۔ وہ درد جس سے خدا راضی ہو اس لذت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو جائے۔ اور وہ شکست جس سے خدا راضی ہو اس فتح سے بہتر ہے جو موجب غضب الٰہی ہو۔ اُس محبت کو چھوڑ دو جو خدا کے غضب کے قریب کرے۔ اگر تم صاف دل ہو کر اُس کی طرف آجاؤ تو ہر ایک راہ میں وہ تمہاری مدد کرے گا اور کوئی دشمن تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا چھوڑ کر، اپنی لذات چھوڑ کر، اپنی عزت چھوڑ کر، اپنا مال چھوڑ کر، اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اُٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اُٹھا لو گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آجاؤ گے۔ اور تم اُن راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ ہر ایک راہ نیکی کی اختیار کرو۔ نہ معلوم کس راہ سے تم قبول کئے جاؤ۔“

(الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 308307)

تو یہ وصیت کا جب نظام جاری فرمایا تو اُس وقت کا آپ کا یہ ارشاد ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کی آخرت کے مقابلہ میں اتنی حیثیت ہے جتنی کہ تم میں سے کوئی اپنی انگلی سمندر میں ڈبوئے اور پھر وہ نکال کر دیکھے کہ اُس پر کتنا پانی لگا ہوا ہے۔“

(ترمذی کتاب الزھد- باب ماجاء فی ھوان الدنیا علی اللہ)

تو جب دنیا کی اتنی بھی حیثیت نہیں ہے تو ہمیں کس قدر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ جس چیز کے ہم پیچھے پڑے ہوئے ہیں اُس کی تو کوئی حیثیت نہیں اور جو اصل مقصود ہونا چاہیئے اُس کی طرف توجہ ہی نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رضا ہی ہے جو انجام بخیر کی طرف لے جاتی ہے.... جب وصیت کا نظام شروع کیا اُس وقت 1905ء میں آپ نے یہ رسالہ لکھا تھا اور اس کو لکھنے کی وجہ یہ فرمائی تھی کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ میرا وقت قریب ہے اور اب ایک تو نظام خلافت کا سلسلہ شروع ہو گا جو میرے بعد میرے کاموں کی تکمیل کرے گا۔ اور دوسرا اس سلسلہ کو چلانے کے لئے ایسے مخلصین جماعت میں پیدا ہوتے رہیں گے جن کا پہلے ذکر آچکا ہے جو روحانیت کے بھی اعلیٰ معیار تک پہنچنے والے ہوں گے اور مالی قربانیوں کو بھی اعلیٰ معیار تک پہنچانے والے ہوں گے۔ اور مخلصین جو ہوں گے اُن کی انفرادیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں بہشتی قرار دیا ہے اور اس وجہ سے اُن کا ایک علیحدہ قبرستان بھی ہو گا جہاں اُن کی تدفین ہوگی۔ اس لئے بہشتی مقبرہ کا قیام عمل میں آیا تھا۔ پس یہ وہ نظام ہے جو اس زمانے میں خدا تعالیٰ کا قرب پانے کی یقین دہانی کرانے والا نظام ہے۔ یہ وہ نظام ہے جو دین کی خاطر قربانیاں دینے والی جماعت کا نظام ہے۔ اور یہ وہ جماعت ہے جو دنیا میں دکھی انسانیت کی خدمت کرتی ہے۔ پس ہر احمدی ان باتوں کے سننے کے بعد غور کرے اور دیکھے کہ کس قدر فکر سے اور کوشش سے اس نظام میں شامل ہونا چاہیئے۔ ■

(بخاری باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ الی المدینہ)

فسق وفجور سے اجتناب کرو

پھر اسی شرط دوم میں چوتھی برائی فسق وفجور سے اجتناب کے بارہ میں ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ فِیۡکُمۡ رَسُوۡلَ اللّٰہِ ؕ لَوۡ یُطِیۡعُکُمۡ فِیۡ کَثِیۡرٍ مِّنَ الۡاَمۡرِ لَعَنِتُّمۡ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ حَبَّبَ اِلَیۡکُمُ الۡاِیۡمَانَ وَزَیَّنَہٗ فِیۡ قُلُوۡبِکُمۡ وَکَرَّہَ اِلَیۡکُمُ الۡکُفۡرَ وَالۡفُسُوۡقَ وَالۡعِصۡیَانَ ؕ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الرّٰشِدُوۡنَ

(الحجرات: 8)

ترجمہ: اور جان لو کہ تم میں اللہ کا رسول موجود ہے۔ اگر وہ تمہاری اکثر باتیں مان لے تو تم ضرور تکلیف میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ لیکن اللہ نے تمہارے لئے ایمان کو محبوب بنا دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں سجا دیا ہے اور تمہارے لئے کفر اور بد اعمالی اور نافرمانی سے سخت کراہت پیدا کر دی ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو ہدایت یافتہ ہیں۔

ایک حدیث ہے کہ اَسود، ابو ہریرہ رضی اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی نے روزہ رکھا ہو تو وہ فحش کلامی نہ کرے، فسق کی باتیں نہ کرے اور جو اس کے ساتھ جاہلانہ سلوک کرے تو اسے کہے کہ معاف کرنا میں ایک روزہ دار شخص ہوں۔

(مسند احمد بن حنبل جلد2۔ ص256، مطبوعہ بیروت)

آنحضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ مومن سے گالی گلوچ کرنا فسق ہے اور اس سے قتال کرنا کفر ہے۔ عبد الرحمان بن شبل نے بیان کیا کہ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ تاجر لوگ فاجر ہوتے ہیں۔ روای کہتے ہیں عرض کی گئی کہ یا رسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ نے تجارت حلال نہیں کی؟ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کیوں نہیں؟ مگر جب وہ سودہ بازی کرتے ہیں تو جھوٹ بولتے ہیں قسمیں اٹھا اٹھا کر قیمتیں بڑھاتے ہیں۔

روای کہتے ہیں کہ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مزید فرمایا کہ فاسق دوزخی ہیں۔ عرض کی گئی یا رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! فُساق کون ہیں؟ اس پر آنحضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا عورتیں بھی فُساق ہوتی ہیں۔ ایک نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! کیا وہ ہماری مائیں، بہنیں اور بیویاں نہیں ہیں۔ آنحضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کیوں نہیں؟ لیکن جب ان کو کچھ دیا جاتا ہے تو وہ شکر نہیں کرتیں اور جب ان پر کوئی آزمائش پڑتی ہے تو صبر نہیں کرتیں۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 3 ص 448۔ مطبوعہ بیروت)

تو یہ تاجروں کی بھی سوچنے والی بات ہے کہ بڑی صاف ستھری تجارت ہونی چاہیے۔ یہ بھی شرائط بیعت میں سے ایک شرط ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ’’قرآں سے تو ثابت ہوتا ہے کہ کافر سے پہلے فاسق کو سزا دینی چاہیے۔۔۔۔ یہ خدا تعالیٰ کا دستور ہے کہ جب ایک قوم فاسق فاجر ہوتی ہے تو اس پر ایک اور قوم مسلط کر دیتا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد دوم ص 653۔ جدید ایڈیشن)

پھر فرمایا: ’’جب یہ فسق وفجور میں حد سے نکلنے لگے اور خدا کے احکام کی ہتک اور شعائر اللہ سے نفرت ان میں آگئی اور دنیا اور اس کی زیب و زینت میں ہی گم ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی اسی طرح ہلاکو، چنگیز خان وغیرہ سے برباد کروایا۔ لکھا ہے کہ اُس وقت یہ آسمان سے آواز آتی تھی۔ ایھا الکفار اقتلو الفجار۔۔ غرض فاسق فاجر انسان خدا کی نظر میں کافر سے بھی ذلیل اور قابل نفرین ہے۔

(ملفوظات جلد سوم ص 108 جدید ایڈیشن)

پھر فرمایا’’: ظالم فاسق کی دعا قبول نہیں ہوا کرتی کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے لاپرواہ ہے اور خدا تعالیٰ بھی اس سے لاپرواہ ہے۔ ایک بیٹا اگر باپ کی پرواہ نہ کرے اور ناخلف ہو تو باپ کو اس کی پرواہ نہیں ہوتی تو خدا کو کیوں ہو‘‘۔

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 3 ص 611۔ جدید ایڈیشن)

ظلم نہ کرو

پھر شرط دوم میں ہے کہ ظلم نہیں کرے گا۔ قرآن کریم میں آتا ہے:

فَاخۡتَلَفَ الۡاَحۡزَابُ مِنۡۢ بَیۡنِہِمۡ ۚ فَوَیۡلٌ لِّلَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا مِنۡ عَذَابِ یَوۡمٍ اَلِیۡمٍ

(الزخرف 44)

ترجمہ: پس ان کے اندر ہی سے گروہوں نے اختلاف کیا۔ پس اُن لوگوں کے لئے جنہوں نے ظلم کی ہلاکت ہو دردناک دن کے عذاب کی صورت میں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا ظلم سے بچو، کیونکہ ظلم قیامت کے دن تاریکیاں بن کر سامنے آئے گا۔ حرص، بخل اور

کینہ سے بچو کیونکہ حرص، بخل اور کینہ نے پہلوں کو ہلاک کیا۔ اس نے ان کو خونریزی پر آمادہ کیا اور ان سے قابل احترام چیزوں کی بے حرمتی کرائی۔

(مسند احمد جلد نمبر 3 ص 323)

اس طرح دوسرے کا حق دبانا بھی ظلم ہے۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ بن مسعود روایت کرتے ہیں کہ میں عرض کی یا رسول اللہ کون سا ظلم سب سے بڑا ہے۔ تو آنحضور ﷺ نے فرمایا: سب سے بڑا ظلم یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے بھائی کے حق میں سے ایک ہاتھ زمین دبالے۔ اس زمین کا ایک کنکر بھی جو اس نے ازراہ ظلم لیا ہو گا تو اس کے نیچے کی زمین کے جملہ طبقات کا طوق بن کر قیامت کے روز اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔ اور زمین کی گہرائی سوائے اس ہستی کے کوئی نہیں جانتا جس نے اسے پیدا کیا ہے۔

بعض لوگ جو اپنے بہنوں بھائیوں یا ہمسایوں کے حقوق ادا نہیں کرتے یا لڑائیوں میں جائیدادوں پر ناجائز قبضہ کر لیتے ہیں، زمینیں دبا لیتے ہیں ان کو اس پر غور کرنا چاہیے۔ احمدی ہونے کے بعد جبکہ اس شرط کے ساتھ ہم نے بیعت کی ہے کہ کسی کا حق نہیں دبائیں گے، بہت زیادہ خوف کا مقام ہے۔

ایک حدیث ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ ہم نے عرض کی جس کے پاس روپیہ ہو، نہ سامان۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کا مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ، زکوۃ وغیرہ اعمال لے کر آئے گا لیکن اس نے کسی کو گالی دی ہو گی، کسی پر تہمت لگائی ہو گی، کسی کا مال کھایا ہو گا اور کسی کا ناحق خون بہایا ہو گا یا کسی کو مارا ہو گا۔ پس ان مظلوموں کو اس کی نیکیاں دے دی جائیں گی یہاں تک کہ اگر ان کے حقوق ادا ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں تو ان کے گناہ اس کے ذمہ ڈال دیے جائیں گے۔ اور اس طرح جنت کی بجائے اسے دوزخ میں ڈال کیا جائے گا۔ یہی شخص در اصل مفلس ہے۔

(مسلم، کتاب البر والصلۃ باب تحریم الظلم)

اب سوچیں، غور کریں، ہم میں سے ہر ایک کو سوچنا چاہیے۔ جو بھی ایسی حرکات کے مرتکب ہو رہے ہوں ان کے لئے خوف کا مقام ہے۔ اللہ کرے کہ ہم میں سے کوئی بھی ایسی مفلسی کی حالت میں اللہ تعالیٰ کے حضور کبھی پیش نہ ہو۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔ ”میری جماعت جو اس جگہ حاضر ہیں یا اپنے مقامات میں بودوباش رکھتے ہیں اس وصیت کو توجہ سے سنیں کہ وہ جس اس سلسلہ میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مریدی کا رکھتے ہیں، اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی اور نیک بختی اور تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ جائیں اور کوئی فساد اور شرارت اور بد چلنی ان کے نزدیک نہ آ سکے۔ وہ پنجوقت نماز جماعت کے پابند ہوں۔ وہ جھوٹ نہ بولیں۔ وہ کسی کو زبان سے ایذا نہ دیں۔ وہ کسی قسم کی بدکاری کے مرتکب نہ ہوں۔ اور کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں۔ غرض ہر ایک قسم کے معاصی اور جرائم اور ناکردنی اور ناگفتنی اور تمام نفسانی جذبات اور بیجا حرکات سے مجتنب رہیں اور خدا تعالیٰ کے پاک دل اور بے شر اور غریب مزاج بندے ہو جائیں۔ اور کوئی زہریلا خمیر ان کے وجود میں نہ رہے۔۔۔۔

اور تمام انسانوں کی ہمدردی ان کا اصول ہو اور خدا تعالیٰ سے ڈریں اور اپنی زبانوں اور اپنے ہاتھوں اور اپنے دل کے خیالات کو ہر ایک ناپاک اور فساد انگیز طریقوں اور خیانتوں سے بچاویں اور پنجوقتہ نماز کو نہایت التزام سے قائم رکھیں اور ظلم اور تعدی اور غبن اور رشوت اور اتلاف حقوق اور بیجا طرفداری سے باز رہیں۔ اور کسی بدصحبت میں نہ بیٹھیں۔ اور اگر بعد میں ثابت ہو کہ ایک شخص جو ان کے ساتھ آمد و رفت رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے احکام کا پابند نہیں ہے۔۔۔ یا حقوق عباد کی کچھ پرواہ نہیں رکھتا اور یا ظالم طبع اور شریر مزاج اور بدچلن آدمی ہے اور یا یہ کہ جس شخص سے تمہیں تعلق بیعت اور ارادت ہے اس کی نسبت ناحق اور بے وجہ بدگوئی اور زبان درازی اور بدزبانی اور بہتان اور افترا کی عادت جاری رکھ کر خدا تعالیٰ کے بندوں کو دھوکہ دینا چاہتا ہے تو تم پر لازم ہو گا کہ اس بدی کو اپنے درمیان سے دور کرو اور ایسے انسان سے پرہیز کرو جو خطرناک ہے۔ اور چاہیے کہ کسی مذہب اور کسی قوم اور کسی گروہ کے آدمی کو نقصان رسانی کا ارادہ مت کرو اور ہر ایک کے لئے سچے ناصح بنو۔ اور چاہیے کہ شریروں اور بدمعاشوں اور مفسدوں اور بدچلنوں کو ہرگز تمہاری مجلس میں گزر نہ ہو اور نہ تمہارے مکانوں میں رہ سکیں وہ کسی وقت تمہاری ٹھوکر کا موجب ہوں گے“۔ ■

(جاری ہے)

قرآن کریم ہی اصل میزان، معیار اور محک ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں شریعت کی اصل بنیاد پر نئے سرے سے قائم فرمایا اور خدا کی اس رسی کو مضبوطی سے پکڑنے کی ہدایت کی جسے لوگ چھوڑ چکے تھے۔ چنانچہ آپ نے باہمی اختلافات کو دور کرنے کے لئے یہ رہنمائی فرمائی کہ قرآن کریم ہی میزان، معیار اور محک ہے۔ فرمایا

"کتاب وسنت کے حجج شرعیہ ہونے میں میرا یہ مذہب ہے کہ کتاب اللہ مقدم اور امام ہے۔ جس امر میں احادیث نبویہ کے معانی جو کئے جاتے ہیں کتاب اللہ کے مخالف واقع نہ ہوں تو وہ معانی بطور حجت شرعیہ کے قبول کئے جائیں گے لیکن جو نصوص بعینہٖ قرآنیہ سے مخالف واقع ہوں گے ان معنوں کو ہم ہرگز قبول نہیں کریں گے۔ بلکہ جہاں تک ہمارے لئے ممکن ہوگا ہم اس حدیث کے ایسے معانی کریں گے جو کتاب اللہ کی نص بین سے موافق و مطابق ہوں اور اگر ہم کوئی ایسی حدیث پائیں گے جو مخالف نص قرآن کریم ہوگی اور کسی صورت سے ہم اس کی تاویل کرنے پر قادر نہیں ہوسکیں گے تو ایسی حدیث کو ہم موضوع قرار دیں گے"۔

(الحق مباحثہ لدھیانہ۔ روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 11، 12)

مالی قربانی کی اہمیت

از حضرت مسیح موعود علیہ السلام

محمد عثمان قمر
جرمنی

انفاق سبیل اللہ کی ضرورت اور اہمیت

"اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلّی موقوف ہے، اور یہی وہ چیز ہے جس کا دوسرے لفظوں میں اسلام نام ہے۔ اسی اسلام کا زندہ کرنا خدا تعالیٰ اب چاہتا ہے۔ اور ضرور تھا کہ وہ اس مہم عظیم کے روبراہ کرنے کیلئے ایک عظیم الشان کارخانہ جو ہر ایک پہلو سے مؤثر ہو، اپنی طرف سے قائم کرتا۔ سو اس حکیم وقدیر نے اس عاجز کو اصلاح خلائق کیلئے بھیج کر ایسا ہی کیا۔ اور دنیا کو حق اور راستی کی طرف کھینچنے کیلئے کئی شاخوں پر امر تائید حق اور اشاعت اسلام کو منقسم کر دیا۔"

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 12-10)

چندہ کی تحریک

"سو اے اسلام کے ذی مقدرت لوگو! دیکھو میں یہ پیغام آپ لوگوں تک پہنچا دیتا ہوں کہ آپ لوگوں کو اس اصلاحی کارخانہ کی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے نکلا ہے اپنے سارے دل اور ساری توجہ اور سارے اخلاص سے مدد کرنی چاہیے۔ اور اس کے سارے پہلوؤں کو بہ نظر عزت دیکھ کر بہت جلد حق خدمت ادا کرنا چاہئے جو شخص اپنی حیثیت کے موافق کچھ ماہواری دینا چاہتا ہے وہ اس کو حق واجب اور دین لازم کی طرح سمجھ کر خود بخود ماہوار اپنی فکر سے ادا کرے اور اس فریضہ کو خالصتاً للہ نذر مقرر کر کے اُس کے ادا میں تخلف یا سہل انگاری کو روا نہ رکھے اور جو شخص یکمشت امداد کے طور پر دینا چاہتا ہے وہ اسی طرح ادا کرے لیکن یاد رہے کہ اصل مدعا جس پر اس سلسلہ کے بلا انقطاع چلنے کی امید ہے وہ یہی انتظام ہے کہ بچے خیر خواہ دین کے اپنی بضاعت اور اپنی بساط کے لحاظ سے ایسی سہل رقمیں ماہواری کے طور پر ادا کرنا اپنے نفس پر ایک حتمی وعدہ ٹھہرا لیں جن کو بشرط نہ پیش آنے کسی اتفاقی مانع کے بآسانی ادا کر سکیں۔ ہاں جس کو اللہ جلشانہ توفیق اور انشراح صدر بخشے وہ علاوہ اس ماہواری چندہ کے اپنی وسعت ہمت اور انداز و مقدرت کے موافق یکمشت کے طور پر بھی مدد کر سکتا ہے۔ اور تم اے میرے عزیز و اے میرے پیارو! میرے درخت وجود کی سرسبز شاخو! جو خدا تعالیٰ کی رحمت سے جو تم پر ہے، میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو۔ اور اپنی زندگی اپنا آرام، اپنا مال اس راہ میں فدا کر رہے ہو۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ میں جو کچھ کہوں۔ تم اسے قبول کرنا اپنی سعادت سمجھو گے اور جہاں تک تمہاری طاقت ہے دریغ نہیں کرو گے۔ لیکن میں اس خدمت کیلئے معین طور پر اپنی زبان سے تم پر کچھ فرض نہیں کر سکتا۔ تاکہ تمہاری خدمتیں نہ میرے کہنے کی مجبوری سے بلکہ اپنی خوشی سے ہوں..."

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 34-33)

یہ وقت پھر ہاتھ نہیں آئے گا

"ہر ایک شخص جو اپنے تئیں بیعت شدوں میں داخل سمجھتا ہے اس کیلئے اب وقت ہے کہ اپنے مال سے بھی اس سلسلہ کی خدمت کرے۔ جو شخص ایک پیسہ کی حیثیت رکھتا ہے، وہ سلسلہ کے مصارف کیلئے ماہ بہ ماہ ایک پیسہ دیوے۔ اور جو شخص ایک روپیہ ماہوار دے سکتا ہے وہ ایک روپیہ ماہوار ادا کرے.. ہر ایک بیعت کنندہ کو بقدر وسعت مدد دینی چاہیئے۔ تا خدا تعالیٰ بھی انہیں مدد دے۔ اگر بے ناغہ ماہ بہ ماہ ان کی مدد پہنچتی رہے گو تھوڑی مدد ہو۔ تو وہ اس مدد سے بہتر ہے جو مدت تک فراموشی اختیار کر کے پھر کسی وقت اپنے ہی خیال سے کی جاتی ہے۔ ہر ایک شخص کا صدق اس کی خدمت سے پہچانا جاتا ہے۔ عزیزو! یہ دین کیلئے اور دین کی اغراض کیلئے خدمت کا وقت ہے اس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا۔"

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 83)

مال خود بخود نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ سے ملتا ہے

”یہ ظاہر ہے، کہ تم دو چیز سے محبت نہیں کر سکتے اور تمھارے لئے ممکن نہیں۔ کہ مال سے بھی محبت کرو، اور خدا سے بھی۔ صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو۔ پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کرے۔ اور اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اُس کی راہ میں مال خرچ کرے گا۔ تو میں یقین رکھتا ہوں، کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا۔ بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ پس جو شخص خدا کیلئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے۔ وہ ضرور اسے پائے گا۔ لیکن جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجالانی چاہیئے۔ تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا۔ یہ مت خیال کرو کہ مال تمھاری کوشش سے آتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔ اور یہ مت خیال کرو کہ تم کوئی حصہ مال کا دے کر یا کسی اور رنگ سے کوئی خدمت بجا لا کر خدا تعالیٰ اور اس کے فرستادہ پر کچھ احسان کرتے ہو، بلکہ یہ اس کا احسان ہے کہ تمہیں اس خدمت کیلئے بلاتا ہے۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 497-498)

نومبائعین سے چندہ وصول کرنے کے متعلق تاکیدی ارشاد

آئے دن صدہا آدمی بیعت کر کے چلے جاتے ہیں۔ لیکن دریافت کرنے پر بہت ہی کم تعداد ایسے اشخاص کی ہے جو متواتر ماہ بہ ماہ چندہ دیتے ہیں۔ جو شخص اپنی حیثیت و توفیق کے مطابق اس سلسلہ کی چند پیسوں سے امداد نہیں کرتا اس سے اور کیا توقع ہو سکتی ہے۔ اور اس سلسلہ کو اس کے وجود

سے کیا فائدہ؟ ایک معمولی انسان بھی خواہ کتنی شکستہ حالت کا کیوں نہ ہو۔ جب بازار جاتا ہے تو اپنی قدر کے موافق اپنے لئے اور اپنے بچوں کیلئے کچھ نہ کچھ لاتا ہے تو پھر کیا یہ سلسلہ جو اتنی عظیم الشان اغراض کیلئے اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے اس لائق بھی نہیں کہ وہ اس کیلئے چند پیسے بھی قربان کر سکے۔

دنیا میں آج تک کون سا سلسلہ ہوا ہے یا ہے جو خواہ دنیوی حیثیت سے ہے یا دینی۔ بغیر مال چل سکتا ہے اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہر ایک کام اس لیئے کہ عالم اسباب ہے اسباب سے ہی چلایا ہے پھر کس قدر بخیل و ممسک وہ شخص ہے جو ایسے عالی مقصد کی کامیابی کیلئے ادنیٰ چیز مثل چند پیسے خرچ نہیں کر سکتا۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ الٰہی دین پر لوگ اپنی جانوں کو بھیڑ بکری کی طرح نثار کرتے تھے مالوں کا تو کیا ذکر؟ حضرت ابو بکر صدیق نے ایک سے زیادہ دفعہ اپنا کل گھر بار نثار کیا۔ بیٹی کہ سوئی تک کو بھی گھر میں نہ رکھا اور ایسا ہی حضرت عمرؓ نے اپنی بساط اور شرح کے مطابق اور حضرت عثمان نے اپنی طاقت و حیثیت کے مطابق علی ہذا القیاس علی قدر مراتب تمام صحابہ اپنی جانوں اور مالوں سمیت اس دین الٰہی پر قربان ہونے کیلئے تیار ہو گئے۔ ایک وہ ہیں کہ بیعت تو کر جاتے ہیں اور اقرار بھی کر جاتے ہیں کہ ہم دنیا پر دین کو مقدم کریں گے۔ مگر مدد و امداد کے موقعہ پر اپنی جیبوں کو دبا کر پکڑ رکھتے ہیں۔ بھلا ایسی محبت دنیا سے کوئی دینی مقصد پا سکتا ہے؟ اور کیا ایسے لوگوں کا وجود کچھ بھی نفع رساں ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ جب تک تم اپنی عزیز ترین اشیاء اللہ جلّ شانہ کی راہ میں خرچ نہ کرو۔ تب تک تم نیکی کو نہیں پا سکتے..... پس تم میں سے ہر ایک کو جو حاضر یا غائب ہے تاکید کرتا ہوں کہ اپنے بھائیوں کو چندہ سے باخبر کرو اور ہر ایک کمزور بھائی کو بھی چندہ میں شامل کرو۔ یہ موقعہ ہاتھ آنے کا نہیں۔“

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 359-360۔ حاشیہ)

مال خرچ کرنے سے عمریں زیادہ ہوں گی

”اگر تم کوئی نیکی کا کام بجالاؤ گے اور اس وقت کوئی خدمت کرو گے۔ تو اپنی ایمانداری پر مہر لگا دو گے۔ اور تمہاری عمریں زیادہ ہوں گی۔ اور تمہارے مالوں میں برکت دی جائے گی۔“ ■

(تبلیغِ رسالت جلد دہم صفحہ 56)

جو کمزوری دکھاتے ہیں وہ محروم رہ جاتے ہیں

اگر ہماری تربیت کا حق ادا کرنے میں کمی ہماری اولادوں کو دین سے دور لے جاتی ہے، اگر کوئی ابتلا ہمیں یا ہماری اولادوں کو ڈانواں ڈول کرنے کا باعث بن جاتا ہے تو اس سے دین کے غلبے کے فیصلے پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہاں جو کمزوری دکھاتے ہیں وہ محروم رہ جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ دوسروں کو سامنے لے آتا ہے، اور لوگوں کو سامنے لے آتا ہے، نئی قومیں کھڑی کر دیتا ہے۔ پس اس اہم بات کو، اور یہ بہت ہی اہم بات ہے ہمیں ہمیشہ ہر وقت اپنے سامنے رکھنا چاہئے اور اس کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی نسلوں کی تربیت کی فکر کی ضرورت ہے۔ سب سے اہم بات اس سلسلے میں ہمارے اپنے پاک نمونے ہیں۔ انصار اللہ کی عمر چالیس سال سے شروع ہوتی ہے۔ گویا انصار اللہ کی عمر میں انسان اپنی پختگی کی عمر کو پہنچ جاتا ہے اور سوچ میں گہرائی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جب یہ صورت ہو تو اس عمر میں پھر آخرت کی فکر بھی ہونی چاہئے۔

(خطبہ جمعہ یکم اکتوبر 2010ء)

انصار ڈائجسٹ

احمدی مصنفّین کے بنیادی اصولی رنگ کی اہمیت

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے نے چند کتب پر ریویو کرتے ہوئے احمدی مصنفّین کی اصولی رنگ میں رہنمائی کرتے ہوئے ان سے اس امید کا اظہار فرمایا کہ وہ اپنی کتابوں میں صرف صحیح روایات اور سچے اور ثابت شدہ واقعات درج کرنے کی کوشش کریں گے اور کچی اور سُنی سنائی باتوں سے اجتناب رکھیں گے تاکہ ان کی کتابیں ان برکات سے متمتّع ہوں جو خدا کی طرف سے ہمیشہ صداقت کے ساتھ وابستہ رہی ہیں۔

قرآن پاک نمائش 2023ء

محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ یکم جولائی سے چھ جولائی 2023 تک مجلس انصار اللہ بیلجیئم کو قرآن کی نمائش بیلجیئم کے شہر سنترودن کی لائبریری میں لگانے کی توفیق ملی الحمدللہ۔

یہ پانچ روزہ قرآنی نمائش ماشاءاللہ بہت کامیاب رہی جس میں ہر روز تبلیغی اور تعارفی پمفلٹ لوگوں کو دیئے گئے اور شام کو اسلام احمدیت کے تعارفی اور معلوماتی پمفلٹ قرآنی نمائش کے دعوت نامے پانچ کلومیٹر کے دائرے میں لوگوں کے گھروں کے لیٹر بکسوں میں بھی ڈالے گئے الحمدللہ۔

لوگوں کو دئے گئے پرچوں کی تعداد 1350 رہی اور لیٹر بکسوں میں ڈالے گئے پرچوں کی تعداد 3650 رہی 20 ممالک کے 206 افراد (جن میں مردوزن اور بچے شامل تھے) نے قرآنی نمائش کو وزٹ کیا۔ ان کے علاوہ مقامی چار جماعتوں سے 106 احمدی افراد (جس میں مردوزن اور بچے شامل تھے) نے قرآنی نمائش کی وزٹ کی۔ دوران نمائش 4 قرآن کریم بیچے گئے اور 5 قرآن (ڈچ ترجمے کے ساتھ)، 16 عربی اور ڈچ زبان میں کتابیں مہمانوں کی خدمت میں تحفہ کے طور پر پیش کی گئیں الحمدللہ۔

مربی محمد مظہر صاحب، نعیم احمد شاہین صاحب، رفیق احمد ہاشمی صاحب اور لجنہ اماءاللہ سنترودن آلکن اور ہاسلٹ کو دوران نمائش تبلیغ کرنے کا بھرپور موقع ملا الحمدللہ۔ نمائش کے ذریعے تقریباً 5000 لوگوں تک قرآن کا تعارف اور اسلام احمدیت کا سچا پیغام پہنچا الحمدللہ ثم الحمدللہ۔ ■

(قائد تبلیغ۔ مجلس انصاراللہ بیلجیئم)

احمدیوں کا معاشی اور سوشل بائیکاٹ کرنے والی قوم آج تاریخ کے بدترین معاشی بحران سے گزر رہی ہے۔

یاد رہے کہ آج سے ٹھیک پچاس سال قبل حکومت اور ریاست پاکستان نے باقاعدہ منصوبہ بندی کے ساتھ ملک بھر میں احمدیوں کے خلاف عوام الناس کے جذبات بھڑکائے اور ان کی املاک، کاروبار اور جانوں پر حملے کروائے اور پاکستان میں ہر سطح پر انہیں دیوار کے ساتھ لگنے پر مجبور کر دیا۔ احمدیوں پر ہونے والے مظالم میں اسلام کے ٹھیکیدار مولوی تو پیش پیش تھے ہی، حکومتوں اور ریاست کے تمام اداروں کے ساتھ ساتھ عوام الناس نے بھی ان کی زندگیوں کو اجیرن بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

فوج، عدلیہ، نوکر شاہی، میڈیا، تعلیمی اداروں میں کام کرنے والے اساتذہ اور کاروباری صنعت سے وابستہ افراد غرض یہ کہ شاید ہی ریاست اور معاشرہ کا کوئی عنصر ایسا ہو جس نے احمدیوں کے ساتھ تفریق، نفرت اور زیادتیوں میں اپنا حصہ نہ ڈالا ہو۔

آج پاکستان میں احمدیوں کے خلاف باضابطہ ظلم و ستم کا دور شروع ہوئے پچاس سال پورے ہو رہے ہیں مگر ریاست نے اپنی روش بدلی ہے اور نہ قوم نے توبہ کی ہے۔ آج بھی احمدیوں پر مظالم کا سلسلہ جاری ہے بلکہ پہلے سے کہیں شدت کے ساتھ ان کی عبادتگاہوں پر حملے کیے جا رہے ہیں۔ زندہ تو زندہ قبروں میں پڑے احمدی بھی اس قوم کی بربریت سے محفوظ نہیں ہیں۔ آئے روز کسی نا کسی احمدیہ قبرستان پر حملہ کر دیا جاتا ہے۔

پچھلے دو تین ماہ میں بیس سے زیادہ احمدیہ مساجد کو مسمار کیا گیا ہے جن میں کئی تاریخی حیثیت کی حامل عمارتیں بھی تھیں۔ ابھی دو روز پہلے ہی ایسے مناظر دیکھنے کو ملے ہیں کہ جن میں ان مساجد پر لکھے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں پر سیاہی پھیری جا رہی تھی یا پھر انہیں ہتھوڑے اور چھینیوں کی ضرب سے ٹکڑے ٹکڑے کر کے نیچے گندے پانی کی نالیوں میں پھینکا جا رہا تھا۔ آج پاکستان میں احمدی اپنے گھروں میں بھی نماز ادا کرنے سے ڈرتے ہیں۔ ان کے گھروں میں قرآن پاک اور دیگر کتب کا موجود ہونا بھی ناقابلِ معافی جرم بنا دیا گیا ہے۔ شہر کی تمام بڑی مارکیٹوں میں احمدیوں سے کاروبار کرنے پر پابندی ہے۔ ہر دوسری دکان پر ”قادیانی پہلے اسلام میں داخل ہوں پھر دکان میں“ کے الفاظ درج ہوتے ہیں۔

عدالتوں میں احمدیوں کے معاملہ میں انصاف کو کُند چھری سے ذبح کر دیا جاتا ہے۔ ابھی کچھ عرصہ قبل کا واقعہ ہے کہ لاہور ہائی کورٹ میں چند احمدی احباب کی ضمانت کے ایک کیس کی پیروی تھی۔ جج نے بجائے اس نام نہاد کیس میں ملزمان کی ضمانت منظور کرنے کے ساتھ آنے والے احمدیوں کی گرفتاری کا بھی حکم دے دیا۔ جنہیں پولیس نے کمرہ عدالت ہی میں بغیر کسی مقدمہ کے اندراج کے گرفتار کر لیا۔

احمدیوں پر عرصہ حیات تنگ کر دینے والی قوم پر آج قدرت نے عرصہ حیات تنگ کر دیا ہے تو اب اس کی چیخیں نکل رہی ہیں۔ ٹھیک ہے کہ ایسے لوگ بھی اس معاشرہ میں موجود ہیں جنھوں نے احمدیوں پر مظالم میں براہ راست حصہ نہیں لیا مگر ان لوگوں کی اکثریت بھی ایسی ہے کہ انہوں نے ان مظالم پر مجرمانہ خاموشی اختیار کیے رکھی۔

جماعت احمدیہ کے چوتھے خلیفہ مرزا طاہر احمد رحمہ اللہ نے غالباً 1987 میں اپنی ایک نظم میں پاکستانیوں کو تنبیہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ

کرو تیاری کہ بس اب آئی تمھاری باری
یونہی ایام پھرا کرتے ہیں باری باری
ہم نے تو صبر و توکل سے گزاری باری
ہاں مگر تم پر بہت ہو گی یہ بھاری باری

تو جناب اب یہ آپ کی باری ہے آپ نے بھی یہ تمام مظالم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نام نہاد محبت میں کیے ہیں، آپ نے رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر آگیں لگائی ہیں، اسلام کی سربلندی کے لیے لوگوں کے سر اتارے ہیں لہٰذا اب آپ بھی صبر سے کام لیں اور قدرت کے اس انتقام پر چیخیں ضرور مگر ذرا آہستہ کیونکہ اب آپ کی عرصہ دراز سے دراز چلی آئی رسی کو کھینچا جانے لگا ہے اور ابھی مزید کھینچا جائے گا ابھی تو آپ نے اور چیخنا ہے، تھوڑا حوصلہ رکھیں تا کہ اتنی طاقت تو باقی رہے کہ آپ کی چیخ و پکار عرشِ رب اللعالمین تک پہنچ سکے اور شاید آپ پر رحم کیا جائے اور آپ توبہ کی توفیق پا سکیں۔

بانی جماعت احمدیہ سیدنا مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے تقریباً سوا سو سال قبل اپنے ایک منظوم کلام میں فرمایا تھا کہ

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبہ زار و نزار

اور یوں بھی فرمایا تھا کہ

یہ گماں مت کر کہ یہ سب بد گمانی ہے معاف
قرض ہے واپس ملے گا تجھ کو یہ سارا ادھار

تو جناب یہ آپ ہی کا دیا ہوا وہ ادھار ہے جو اب آپ کو سود سمیت لوٹایا جا رہا ہے۔ خوشی خوشی وصول کریں اور زندہ قوم ہونے کا ثبوت دیں۔ ■

شیخ محمد احسان وہرہ سڈنوی

ترقی یا ذہنی دباؤ
عاطف وقاص
ٹورنٹو۔ کینیڈا

ترقی یافتہ مغربی معاشرے بھی دیگر ترقی پذیر معاشروں کی طرح کم یا زیادہ ذہنی دباؤ یعنی سٹریس (Stress) کا شکار ہیں۔ اس مضمون میں ہم صرف اس ذہنی دباؤ کے ایک پہلو پر بات کریں گے جس کا باعث انسان کے اپنے فیصلے، لالچ، حرص و ہوس، غیر قوموں کی اندھی تقلید وغیرہ ہوتے ہیں۔ یہاں ہم ان ذہنی امراض کی بات نہیں کر رہے جو پیدائشی یا جینیاتی ہوتی ہیں یا حادثات، زندگی کے تلخ تجربات، یا زیادتیوں کے نتیجے میں لاحق ہو جاتی ہیں۔ جس قسم کے ذہنی دباؤ کا ذکر ہم اس مضمون میں کر رہے ہیں وہ ذہنی دباؤ بنیادی طور پر خدا تعالیٰ کے بنائے ہوئے انسانی فطرت کے تقاضوں اور حدود و قیود کو نظر انداز کرنے سے لاحق ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ ہمارا صانع ہے یعنی اس نے ہمیں بنایا ہے تو وہی سب سے بہتر جانتا ہے کہ ہم کیسے اپنے دل و دماغ کو دباؤ سے بچا سکتے ہیں اور کامیاب ہو سکتے ہیں۔ جیسے اشیاء بنانے والی کمپنیاں ان اشیاء کے ساتھ انہیں استعمال کرنے کا ایک ہدایت نامہ دیتی ہیں جسے مینوول کہتے ہیں۔ ہماری فطرت کا مینوول ہمارے اندر بھی موجود ہے اور اس کو باہر سے بھی ہدایات دی جا رہی ہیں۔ اندر سے انسانی آلات جیسے ہمارا دل و دماغ، ہماری حسیات، ضمیر اور عقل وغیرہ ہمیں مدد دیتے ہیں اور انبیاء اور ان کے ذریعے سے جاری ہونے والا نظام، الٰہی کتابیں نیز سائنس، میڈیکل سائنس، معاشرتی علوم کے ماہرین، انسانی نفسیات کے ماہرین، معاشیات کے ماہرین ہمیں باہر سے ہدایت دیتے ہیں۔

ترجیحات (Priorities)

اس قسم کے ذہنی دباؤ کا انحصار انسان کی پسند ناپسند، زندگی کے شب و روز کے معمولات، ترجیحات، عمر، مالی حالت اور مقاصد وغیرہ پر ہوتا ہے۔ اگر عمر کی بات کریں تو ایک بچہ اس ذہنی دباؤ کا تجربہ کیسے کر سکتا ہے جو ایک ایسے باپ یا ماں کو ہوتا ہے جو اپنے بچوں کی شادی بیاہ، کیریر اور صحت وغیرہ کے متعلق پریشان ہوں یا بہت زیادہ فکر مند ہوں۔ اسی طرح کم تعلیم یافتہ انسان کے مسائل مختلف ہوتے ہیں جن کا زیادہ تر تعلق نوکری، موسم کی شدت (کینیڈا جیسے سرد ممالک میں)، صحت اور قرض وغیرہ سے ہوتا ہے جبکہ تعلیم یافتہ انسان لوگوں کے مسائل کو بھی ایک مسئلہ سمجھتا ہے اور اس طرح اپنے مسائل کئی گنا زیادہ بڑھا لیتا ہے۔ اسی طرح کم آمدنی والے انسان کے مسائل کا تعلق خاندانی عزت، خودداری اور ایفائے عہد سے ہوتا ہے جبکہ ایک دولت مند انسان کے شب و روز دولت کے ذریعے زیادہ سے زیادہ خوشیاں خریدنے اور دولت کو مزید بڑھانے کی فکر میں گزرتے ہیں۔

قدیم بلا (Ancient challenge)

یہ ذہنی دباؤ کوئی نئی بلا نہیں ہے جب سے انسان نے معاشرے کی شکل میں رہنا شروع کیا ہے تب سے ہی یہ دباؤ موجود ہے۔ بس پرانے زمانے میں اس کے نام اور تھے اور وجوہات مختلف اور نسبتاً کم تھیں۔ اب اس کے بہت سے نام ہیں اور اتنے عجیب و غریب نام ہیں کہ انسان سمجھ ہی نہیں پاتا کہ ان کا مطلب کیا ہے۔ پرانے زمانے میں جب انسان ذہنی دباؤ کے نتیجے میں بیمار ہو جاتا تھا اور عجیب و غریب شکلیں اور ہیولے دکھائی دیتے تھے اور آوازیں سنائی دیتی تھیں تو اسے پاگل، نیم پاگل، ذہنی توازن کھو دینا، خبطی، سنکی، وہمی وغیرہ کہا جاتا تھا۔ اب اس کو شیزوفرینیا (schizophrenia)، بائی پولر ڈپریشن (Bipolar depression)، ہولیسینیشن (Hallucination) وغیرہ کہتے ہیں۔

کیا ذہنی دباؤ ترقی کا زینہ ہے؟

Is mental stress, in fact, a stair to success?

بحث یہ نہیں ہے کہ نام بدل گئے ہیں۔ اہم بات یہ ہے کہ موجودہ زمانے میں باقاعدہ منصوبہ بندی سے انسان کو زیادہ سے زیادہ ذہنی دباؤ کو برداشت کرنے کا درس دیا جا رہا ہے اور اسے اس بات پر قائل کیا جا رہا ہے کہ ذہنی دباؤ کے بغیر آرام و آسائش اور غیر معمولی مادی ترقی ممکن نہیں۔ اس مقصد کے لئے باقاعدہ حکمت عملی سے ذہنی دباؤ کا خوف کم کر دیا گیا ہے اور ایک انسان یہ جانتے ہوئے بھی کہ اس کا طرز زندگی اسے ان مسائل کا شکار کر دیگا اپنا زندگی گزارنے کا طریقہ نہیں بدلتا بلکہ ذہنی دباؤ کو وقت کی ضرورت، ترقی کے لئے لازمی شرط مان کر یہ سوچتا ہے کہ مادی ترقی اور آرام و آسائش کی چیزیں ہی صرف اور صرف اس ذہنی تناؤ کو کم کر سکتی ہیں اور اگر خدانخواستہ ذہنی دباؤ نے ایک مرض کی شکل اختیار کر بھی لی تو اس کا مقابلہ ادویات، تھراپی (Therapy)، یوگا (Yoga)، میوزک (Mu-sic)، جم (Gym)، سوئمنگ (Swimming) وغیرہ سے کر لے گا۔ وہ یہ منصوبہ بندی نہیں کرتا کہ وہ ذہنی دباؤ میں مبتلا ہی کیوں ہو۔ کیونکہ وہ اپنی دنیاوی اشیاء کے متعلق خواہشات، ترقی کے فریبی جال اور دوسروں سے مقابلے کی خواہش کو غلط نہیں سمجھتا بلکہ اسے زمانے کے ساتھ چلنا، زمانے کی ترقی کی رفتار کے ساتھ ترقی کرنا سمجھتا ہے۔ مثلاً ایک مناسب زندگی گزارنے کے لئے اعتدال میں رہتے ہوئے محنت و مشقت کے دن، گھنٹے کم کئے جا سکتے ہیں۔ اور جسم، دل و دماغ اور اعصاب کو آرام دلایا جا سکتا ہے اور یہ ایک سادہ منطق ہے کہ جب آپ کسی چیز کو آرام دلاتے ہیں تو اس پر سے دباؤ کم ہو جاتا ہے۔ لیکن مقابلے کی خواہش اور اس بات کا

پرانے زمانے میں جب انسان ذہنی دباؤ کے نتیجے میں بیمار ہو جاتا تھا اور عجیب و غریب شکلیں اور ہیولے دکھائی دیتے تھے اور آوازیں سنائی دیتی تھیں تو اسے پاگل، نیم پاگل، ذہنی توازن کھو دینا، خبطی، سنکی، وہمی وغیرہ کہا جاتا تھا۔

قائل ہوکر کہ موجودہ دور میں ذہنی دباؤ لئے بغیر انسان ترقی کر ہی نہیں سکتا
۔

ذہنی دباؤ قضاو قدر یا سرمایہ دارانہ نظام کی تشہیر کا نتیجہ

آج کا انسان اس دباؤ کو قضاو قدر سمجھ کر اپنا رہا ہے۔ جبکہ اس غیر فطری اور غیر معقول دنیاوی ترقی کی خواہش کو اللہ تعالیٰ انسان کا کھایا ہوا ایک دھوکا سمجھتا ہے۔ پس وہ فرماتا ہے:

اِعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَا لَعِبٌ وَّلَہۡوٌ وَّزِیۡنَۃٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَیۡنَکُمۡ وَتَکَاثُرٌ فِی الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَوۡلَادِ

جان لو کہ دنیا کی زندگی محض کھیل کود اور نفس کی خواہشات کو پورا کرنے کا ایسا ذریعہ ہے جو اعلیٰ مقصد سے غافل کردے اور سج دھج اور باہم ایک دوسرے پر فخر کرنا ہے اور اموال اور اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرنا ہے۔

(سورۃ الحدید:21)

Know that the life of this world is only a sport and a pastime, and an adornment, and a source of boasting among yourselves, and of rivalry in multiplying riches and children.

ان دنیاوی اشیاء کی طرف انسان کی مسلسل بڑھتی ہوئی کشش کی ایک وجہ یہ ہے کہ دنیا کی چمکتی دمکتی اشیاء بنانے والے سرمایہ دار (Capitalists) بھی اس دباؤ کو کم ہونے نہیں دیتے کیونکہ سرمایہ دارنہ نظام (Capitalism) اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ ایک ہی چیز سے زیادہ سے زیادہ منافع کمانے سے بہتر ہے کہ ڈھیروں ڈھیر اشیاء (In Bulk) کو بیچ کر ہر چیز سے تھوڑا تھوڑا منافع کما کر مقررہ اہداف حاصل کئے جائیں ۔ اس غرض کے لئے ایک سے بڑھ کر ایک پرکشش اشتہار، ایک سے بڑھ کر ایک پیشکش، مختلف راستوں سے لالچ دینا جیسے بظاہر قیمتیں کم کرکے دھوکہ دینا تاکہ کسی طرح خریدار دکان تک آجائے، نیز باقاعدہ منصوبہ بندی سے پرانی اشیاء کو بے کار کرکے دکھانا اور خریداری کے عمل کو آسان تر کرنا وغیرہ شامل ہیں۔

آسان خرید و فروخت

آپ اپنے بستر میں بیٹھے بیٹھے دنیا کی منڈیوں میں گھس کر آن لائن خرید و فروخت کرسکتے ہیں ادائیگی کے لئے ادھار کا کھاتا یعنی کریڈٹ کارڈ (Credit cards)، لائن آف کریڈٹ (Line of credit) آپ کی جیب میں دھرا ہے نیز آپ جو خریدیں وہ انتہائی کم پیسوں میں آپ کے دروازے پر پہنچا دیا جاتا ہے۔ لیکن اس آسانی کے پیچھے جو قیمت ادا کرنی پڑتی ہے وہ ہے ذہنی دباؤ۔ کینیڈا میں جنوری کے وسط میں آنے والے سوموار کو یاسیت کا سوموار (Blue Monday) کہا جاتا ہے کیونکہ کرسمس کی چھٹیوں میں نئے سال کے موقع پر ڈھیروں ڈھیر لالچ دیے جاتے ہیں اور ڈھیروں ڈھیر خرید و فروخت کی جاتی ہے جس کے نتیجے میں کریڈٹ کارڈز کے بل آنا شروع ہوتے ہیں نیز شدید سرد موسم ، دھوپ نہ ہونا انسان کو پہلے ہی اداس کئے ہوئے ہوتا ہے پس سونے پر سہاگہ ہوجاتا ہے اور انسان شدید ذہنی دباؤ میں مبتلا ہوتا ہے۔

اشتہارات اور انسانی نفسیات

دنیاوی اشیاء کے اشتہارات کو پرکشش بنانے کے لئے باقاعدہ انسانی نفسیات کے ماہرین سے مشورہ کیا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ عقل مند سے عقل مند انسان بھی ان منڈیوں کے جادو کا شکار ہورہا ہے۔ عقل مند انسان کو گھیرنے یا اسراف پر مائل کرنے کے لئے اسی معیار کے عقلی حربے استعمال کئے جاتے ہیں۔ جیسے انٹرنیٹ پر تحقیقی کام کرنے والوں کا ذاتی مواد (Personal Data) خود سرچ انجن (گوگل وغیرہ) فروخت کردیتے ہیں اس طرح انسان کی زندگی میں آنے والی تبدیلیوں کو باقاعدہ نظر میں رکھتے ہوئے انہیں اشتہار اور پرکشش پیشکشیں بھیجی جاتی ہیں۔ جن کو انسان نظر انداز نہیں کرپاتا اور نہ چاہتے ہوئے بھی خرید و فروخت کرتا ہے۔ اسلامی تعلیمات ہمیں یہ درس دیتی ہیں کہ نہ فضول خرچی کرو اور نہ ہی کنجوسی بلکہ اعتدال سے زندگی گزارو یعنی اشتہارات اور دیگر پرکشش تحریکات سے متاثر ہونا ایک مومن کا کام نہیں۔ چنانچہ آیت وَالَّذِیۡنَ اِذَاۤ اَنۡفَقُوۡا لَمۡ یُسۡرِفُوۡا وَلَمۡ یَقۡتُرُوۡا وَکَانَ بَیۡنَ ذٰلِکَ قَوَامًا (سورۃ الفرقان:68) کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اپنے خرچوں میں نہ تو اسراف کرتے ہیں نہ تنگ دلی کی عادت رکھتے ہیں اور میانہ روش چلتے ہیں۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 357)

اسی آیت کی تفسیر میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں:

وہی فرمانبردار بندے کہ جب اموال خرچ کرتے ہیں تو مالوں کو نہ بے جا ضائع کریں اور نہ موقع میں دینے سے کمی دکھلاویں بلکہ خرچ میں پسندیدہ راہ اختیار کریں۔

(تصدیق براہین احمدیہ صفحہ 262)

ذہنی دباؤ میں مالیاتی اداروں کا کردار

دوسری طرف مالیاتی ادارے (Financial Institutes) جیسے بینک اپنا بزنس چمکانے کے لئے لوگوں کو مسلسل قرض لینے پر قائل کرتے رہتے ہیں۔تیسری طرف انسان کو تسلی دی جاتی ہے کہ فلاں درد کا یہ حل ہے اور فلاں دکھ کی یہ دوا ہے ۔ پس ان ممالک میں رہنے والے احمدیوں کو سرمایہ داروں کی اس منصوبہ بندی کو سمجھنا ہوگا جو نہ صرف انہیں دین سے دور کرنے کا باعث ہے بلکہ انہیں مالی طور پر بھی کمزور کر رہی ہے کیونکہ آپ جتنا زیادہ خرچ کریں گے اتنی ہی کم بچت کریں گے بلکہ مقروض ہو جائینگے اور اس طرح آپ کی مالی حالت محض اس ادھار کی طاقت پر منحصر ہوگی جو کریڈٹ کے نام پر آپ کو دکھائی جاتی ہے ۔

ادویات کے بل پر ذہنی دباؤ بڑھانا

اسی طرح ذہنی دباؤ کی ادویات کا معاملہ ہے آپ مانیں یا نہ مانیں مگر یہ حقیقت ہے کہ ذہنی دباؤ کی ادویات پر بھروسہ کرکے انسان لاشعوری طور پر اپنے لئے بہت سے ذہنی امراض خود پیدا کر رہا ہے ۔ یاد رکھیں کہ یہاں ادویات پر بھروسہ کرکے ذہنی دباؤ کو بڑھنے دینے کی بات ہو رہی ہے یعنی اس کا مطلب یہ نہیں کہ ایسی ادویات مرض کی صورت میں اور معالج کے تجویز کرنے پر استعمال نہیں کرنی چاہئیں۔اس مسئلے پر ایک دانا شخص کی مثال سے کچھ روشنی ڈالتے ہیں اس کی مثال یہ ہے کہ ایک دانا شخص جب کوئی قرض لیتا ہے تو جب تک وہ اسے ادا نہیں کرلیتا وہ

ایک ذہنی دباؤ کا شکار رہتا ہے اور وہ ذہنی دباؤ فطرتی ہوتا ہے یعنی انسان کو ذہنی امراض میں مبتلا نہیں کرتا بلکہ وہ اس کے لئے ایک نعمت ہے جو اسے خطرے سے آگاہ کرتی رہتی ہے ۔ وہ اس ذہنی دباؤ کو غائب کرنے یا نظر انداز کرنے کے لئے ادویات استعمال نہیں کرتا اور نہ ہی قرض لینے کی آسانی اسے قرض جیسے بوجھ کو ایک مزیدار کھانا بنا کر دکھاتی ہے اس لئے وہ سوائے اشد مجبوری کے قرض لیتا ہی نہیں اور اگر لیتا ہے تو اپنی آمدنی سے اس کی نسبت قائم رکھتا ہے یعنی اتنا قرض لیتا ہے جتنا وہ کما کر اتار سکتا ہے نیز وہ بچت کے ذریعے اپنی قوت خرید بڑھاتا ہے اور اگر انتہائی مجبوری میں اسے قرض لینا پڑ جائے تو جب تک ایک قرض ادا نہیں کرلیتا تب تک مزید قرض نہیں لیتا ۔ یعنی وہ سمجھ دار اور دانا ہے ۔

کریڈٹ یعنی ادھار

ہمارے دور میں قرض دینے والا ساہوکار ہر وقت نہ صرف ہماری جیب میں بیٹھا رہتا ہے بلکہ اس کے حق میں میڈیا پر تقریریں کی جاتی ہیں کے بہت نیک ، رحم دل ، آسان اقساط ، کم سود پر قرض دینا والا ساہوکار (Capi-talist) ہے جلدی کریں کہیں وہ اپنی دکان بند نہ کردے ۔اس کو کریڈٹ یا لائن آف کریڈٹ (Credit or line of Credit) وغیرہ کہتے ہیں یعنی ادھار کا سودی کھاتا کھلوانا ۔ دوسری طرف ہمیں مسلسل یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ وہ پریشانی سٹریس ، ذہنی دباؤ جو قرض چڑھنے سے ہوتا ہے اس کا یہ حل موجود ہے ۔یعنی ذہنی دباؤ کا باعث بننے والے ہی ہمیں ذہنی دباؤ سے ہشیار کرنے کے بہانے اس کا علاج بتاتے ہیں ۔ میڈیٹیشن (Meditation)، یوگا (Yoga) ، بھاگنا (Jogging)، طبی ماہرین سے رجوع کرنے کے مشورے دیے جاتے ہیں ۔اس طرح خواب آور ادویات اور ذہنی دباؤ کو کم کرنے والی ادویات کا ایک کبھی نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہوتا ہے نیز ان ادویات کی بآسانی فراہمی یقینی بنائی جاتی ہے ۔

پس اس کے نتیجے میں ہم قرض کو نہ صرف ایک معمولی بات سمجھ لیتے ہیں بلکہ اس بات کے قائل ہوجاتے ہیں کہ ادھار کے بغیر تو گھر بار ، گھر کا جدید سازو سامان ، آرام و آسائش کا حصول ممکن ہی نہیں کیونکہ ہم صبر ، قناعت اور تحمل سے کام نہیں لینا چاہتے کیونکہ ہمیں دوسروں سے مقابلہ کرنا ہے اور جلد از جلد اپنے گھر کو ، گاڑی کو اور تمام گیجیٹس (gadgets) کو اعلیٰ معیار پر لانا ہے وگرنہ تو ہم لوگوں کی نظر میں غیر ترقی یافتہ رہ جائیں گے ۔ پس ہم ایک وقت میں کئی کئی دکانوں اور مالیاتی اداروں کے مقروض ہونے کو ایک عام بات سمجھتے ہیں ۔ جبکہ اسلام کی نظر میں سوائے اشد مجبوری یا ضرورت کے قرض لینے کو ناپسند کیا گیا ہے ۔

پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ خطبہ جمع ارشاد فرمودہ 13 اگست 2004 میں ادھار یا قرض کی ناپسندیدگی کے متعلق حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں :

اُدھار اور خاندانِ حضرت مسیح موعودؑ نمونہ

اُدھار کے ضمن میں مجھے ایک واقعہ یاد آگیا۔ کسی نے مجھے بتایا کہ ایک دفعہ شروع میں جب ربوہ آباد ہوا ہے ، چند ایک اس وقت ربوہ میں دکانیں ہوتی تھیں ۔ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بازار سودا لینے کے لئے گئے ، ان کے ساتھ خدمتگار تھا۔ تو میاں صاحب نے بازار سے کچھ سودا خریدا۔ جب رقم کی ادائیگی کرنے لگے تو رقم دیکھی تو پوری نہیں تھی۔ خیر جو صاحب ساتھ تھے ، جو خدمتگار ساتھ تھے انہوں نے وہ رقم ادا کردی اور سامان کا بیگ اٹھالیا۔ گھر پہنچے تو انہوں نے وہ بیگ اندر دینا چاہا تو میاں صاحب نے کہا۔ نہیں ٹھہریں ، دروازے کے باہر رکیں ۔ میں آتا ہوں ۔ اندر گئے اور اندر سے جاکے رقم لے کر آئے اور ان کے ہاتھ پر رکھ دی اور پھر سامان کا تھیلا پکڑ لیا اور فرمایا کہ اب مجھے دے دو کیونکہ جب تک میں نے تمہیں پیسے نہیں دیئے تھے ، یہ سامان میرا نہیں تھا۔ یہ تمہارا تھا اور اب پیسے میں نے ادا کردیئے ہیں ، اس لئے یہ اب مجھے دے دو ۔

(خطبہ جمع ارشاد فرمودہ 13 اگست 2004 الاسلام اردو لائبریری ، خطبات جمعہ)

تاہم ہمارے اندر موجود فطرتی نظام جو قرض لینے یا ادھار لینے کو سخت ناپسند کرتا ہے ہمارے اندر ذہنی دباؤ پیدا کرتا رہتا ہے جسے ہم پہلے تو اپنی قوتیں اور توانایاں استعمال کرکے دباتے ہیں ، نظر انداز کرتے ہیں لیکن آہستہ آہستہ ہم کمزور پڑنے لگتے ہیں اور بعض لوگ تو بہت جلد ہی کمزور پڑ جاتے ہیں ۔

اس صورت حال میں پھنس کر ہم میں سے بعض ادویات کی بجائے پہلے نشہ آور اشیاء استعمال کرتے ہیں جیسے ماریوانا (Marijuana)، الکوحل (Alcohol)، تمباکو نوشی (Smoking) وغیرہ ۔ہم ذہنی دباؤ کی ادویات سے کہیں نہ کہیں خوف زدہ بھی ہوتے ہیں کہ وہ ہمیں پاگل کردیں گی ۔ ان ادویات یا نشہ آور اشیاء کے استعمال سے ہم سست اور کم ہمت ہوتے جاتے ہیں پھر جب ہمیں جماعتی، معاشرتی اور خاندانی سرگرمیوں اور ذمہ داریوں کی طرف بلایا جاتا ہے تو ہم پس وپیش کرتے ہیں اور ایک طرح کا غصہ ہمارے اندر پیدا ہونے لگتا ہے یہی وہ وقت ہوتا ہے جب بندے اور خدا کے تعلق میں رخنہ پیدا ہوتا ہے کیونکہ شیطان ہمارے اندر بدظنی ، اعتراضات اور شکوک پیدا کرنے لگتا ہے ۔ آپ خود جائزہ لے سکتے ہیں کہ جب ہم مالی مشکلات میں پھنس کر مایوس اور پریشان ہوں تو ہمیں عبادت، مالی قربانی اور جماعت کو وقت دینا کتنا ناگوار گزرتا ہے ۔ ایسا نہیں کہ ہمیں جماعت سے پیار نہیں ہوتا یا ہم اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ سے دور ہوجاتے ہیں۔ نہیں بلکہ ہمیں اپنے دل ودماغ پر قابو نہیں ہوتا۔ پس ایسی خطرناک حالت میں پھنسنے سے پہلے ہی ہمیں اقدامات کرنے ہوں گے ۔

کمائی کے بھروسے قرض لینا اور تغیرات دنیا

کریڈٹ یعنی ادھار یا قرض کے ذریعے اپنی خواہشات کو پورا کرتے چلے جانا اور یہ خیال کہ مزید کماؤں گا اور سب ادھار چکتا کردوں گا۔ یہ بھی ایک احمقانہ فیصلہ ہوتا ہے ۔ جس کی وجوہات یہ ہیں ۔ انسانی زندگی میں سیاسی، معاشی، جغرافیائی حالات ہر وقت تبدیل ہورہے ہیں ۔ انسان اور اس کا مال ومتاع، اولاد، بیوی سب فانی ہیں اور متغیر ہیں یعنی فنا کا مطلب یہ نہیں کہ کوئی وفات ہی پا جائے بلکہ فنا کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ یہ سب کچھ ایک ہی حالت میں نہیں رہتا نہ انسان خود ایک سی حالت میں رہتا ہے اور نہ اس کے تعلقات یعنی فنا کا ایک سلسلہ زندگی بھر جاری رہتا ہے ۔ دلچسپیاں کم ہوتی جاتی ہیں یا بدلتی جاتی ہیں ۔ بعض اوقات انسان خدا تعالیٰ کے حکم کو نظر انداز کرکے کھانے پینے میں اسراف کرتا ہے مگر پھر اچانک ڈاکٹر کہتا ہے کہ آپ کو فلاں مرض ہے اب آپ یہ یہ نہیں کھا سکتے نہ پی سکتے ہیں تو مجبوراً وہ سب چیزیں چھوڑنی پڑتی ہیں جیسے چکنائی، میٹھا، مشروبات وغیرہ۔ پس اعتدال ہی ذہنی اور جسمانی سکون کی کنجی ہے ۔

حالت دنیا کے بدلنے کی مثالیں یہ بھی ہیں کہ اشیاء اور جائیداد وغیرہ کی قیمتیں کم زیادہ ہوتی رہتی ہیں ۔ انسان کی صحت بھی ایک سی نہیں رہتی، حالات بدل رہے ہیں یعنی صرف آج ایسا نہیں ہورہا بلکہ ہمیشہ سے ایسا ہورہا ہے جیسے 2008 میں ایک معاشی بحران (Recession) آیا تھا اور اب دوبارہ آگیا۔ 1918 میں ایک عالمی وباء (Pandemic) پھوٹی تھی اور اب پھر آئی ہوئی ہے تو حالات ہمیشہ اوپر نیچے، اچھے برے ہوتے رہتے ہیں۔ پس جب ہمیں یہ پتا ہے تو ہم کیوں سمجھتے ہیں کہ حالات اور آمدنی ہمیشہ بہتر سے بہتر ہی ہوتے جائیں گے اور اسی یقین پر ہم کریڈٹ کے ذریعے بے صبری سے ایک کے بعد ایک خواہش پوری کرتے جاتے ہیں اور مقروض ہوتے جاتے ہیں۔ جبکہ یہی فلسفہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانشراح میں بیان فرمایا ہے کہ کس طرح انسان اعتدال اختیار کرکے ذہنی دباؤ سے بچ سکتا ہے ۔ چنانچہ زندگی کے اتار چڑھاؤ کے بارے میں فرمایا

فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا

پس یقیناً تنگی کے ساتھ آسائش ہے۔یقیناً تنگی کے ساتھ آسائش ہے
(سورۃ الانشراح:6,7)

یعنی تنگی اور آسائش ایک دوسرے کے بعد آتے رہتے ہیں ۔ یہ ایک قانون قدرت کا بیان ہے ۔ اور ہم دیکھ سکتے ہیں کہ یہ قانون ہماری زندگی کے ہر پہلو پر لاگو ہورہا ہے ۔ کبھی صحت ہے کبھی بیماری ہے ۔ کبھی خوشی ہے کبھی مسائل ۔ کبھی رزق کی فراوانی ہے کبھی تنگی ۔ پس اس نشیب وفراز والی زندگی میں اعتدال اور قناعت ہی وہ خط مستقیم ہے جس پر چل کر ہم انتہائی پستی اور انتہائی فراز سے بچ سکتے ہیں کیونکہ دونوں ہی انسان میں غیر فطری خواہشات ، اور جذبات پیدا کردیتی ہے ۔ پستی کفر کی طرف لے جاتی ہے یعنی انسان پہلے تو اللہ تعالیٰ سے گلے شکوے کرتا ہے اور پھر آہستہ آہستہ ایک طرح کی دہریت سی پیدا ہونے لگتی ہے اور ہوس، لالچ اور غیر فطری مشقت سے حاصل کیا گیا مال یا قرض اور ادھار لے کر کیا گیا اسراف تکبر، دکھاوے، مقابلہ بازی اور بے ایمانی کی طرف لے جاتا ہے ۔

غیر فطری محنت ومشقت

غیر فطری محنت و مشقت سے مراد کاروبار یا روزگار سے متعلق وہ مصروفیات اور سرگرمیاں ہیں جن کی خاطر انسان خدا تعالیٰ اور مخلوق کے

حقوق نظر انداز کرنے لگتا ہے۔ جیسے نماز نہ پڑھنا، جمعہ نہ پڑھنا، چندے نہ دینا۔ رشتہ داروں سے نہ ملنا، بیماروں کا احوال نہ پوچھنا اسی طرح اولاد کو وقت نہ دینا، ان کی تربیت پر توجہ نہ دینا بلکہ دنیاوی اشیاء جیسے مہنگی ویڈیو گیمز، مہنگی ڈیوائسز، بڑی بڑی سکرینوں، مہنگے کپڑوں، جوتوں، مہنگے اور مضر کھانوں(Junk food) وغیرہ سے انہیں مطمئن کرنے کی کوشش کرنا۔ اس کے نتیجے میں اولاد ان چیزوں کی عادی ہوجاتی ہے انہیں خوشگوار زندگی کے لئے لازمی سمجھنے لگتی ہے اور اس کی نظر میں دیگر چیزیں جو سنجیدہ نوعیت کی ہوتی ہیں انہیں کرنے کی نہ تو ہمت رہتی ہے نہ لگن کیونکہ وہ ان چیزوں کو اہم ہی نہیں سمجھتے اور ایک غیر سنجیدہ سی شخصیت بن جاتے ہیں جنہیں صرف کھیلنا، تفریح کرنا، سونا اور کھانا پسند ہوتا ہے اور مزید یہ کہ وہ اعلیٰ چیزیں بظاہر اتنی رنگین، دلچسپ اور چمکدار نہیں ہوتیں کہ سنجیدہ کوشش کے بغیر اپنی طرف کھینچ لیں ان کی اصل افادیت نسبتاً گہری اور دیرپا ہوتی ہے اس لئے ان کی طرف بچوں میں ذوق و شوق پیدا کرنا باقاعدہ ایک مجاہدہ چاہتا ہے۔ وہ اعلیٰ چیزیں یہ ہیں والدین کو وقت دینا، ان کی مدد کرنا، گھر کی صفائی کرنا، کوڑا کرکٹ باہر کوڑے دان میں ڈال کر آنا، مہمان نوازی، نماز، تلاوت، اعلیٰ تعلیمی کارکردگی، اجلاسات، تربیتی پروگرام، حضور انور کے خطبات توجہ سے سننا، اور ان مجالس کو دیکھنا اور سننا جن میں حضور انور بنفس نفیس شامل ہوتے ہیں اور اپنا انتہائی قیمتی وقت اور بابرکت صحبت عطا کرتے ہیں۔ غیر سنجیدہ سرگرمیاں آہستہ آہستہ انسان میں ذہنی دباؤ، نظر کی کمزوری، یادداشت کی کمزوری، توجہ مرکوز رکھنے میں مشکلات پیدا کرتی ہیں کیونکہ وہ بہت دلچسپ ہونے کے باعث اپنا عادی بنالیتی ہیں اور انسان کی صحت اور دماغی و اعصابی صلاحیتوں کو گویا ایسے کھاتی ہیں جیسے لکڑی کو دیمک کھاجاتی ہے۔

پس ایک احمدی کو بہت عقلمند اور سیانا ہونا چاہیئے کیونکہ اسے حضرت مسیح موعودؑ مل گئے ہیں آپ کی تعلیمات، آپ کے خلفاء مل گئے ہیں۔ جسے کوئی بتانے والا نہ ہو، کوئی بچانے والا نہ ہو وہ گرے تو گرے لیکن جسے ہر طرف سے بتایا جائے، بچایا جائے وہ کیوں گرے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے !! لو تمہیں طورِ تسلّی کا بتایا ہم نے

(درثمین اردو صفحہ 12)

حل مشکلات

ابھی تک اس موضوع پر بات ہوئی ہے کہ ذہنی دباؤ کیسے ہم سہیڑ لیتے ہیں۔ گویا ہم مشکلات مول لے لیتے ہیں۔ لیکن اگر انسان یا اس کے گھر کے افراد اس راستے کو اپنا چکے ہیں جہاں ذہنی دباؤ ذہنی امراض پر ختم ہوتا ہے تو کیا کرنا چاہیئے۔ تو یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ جب ہم تیز رفتاری سے کسی بھی سواری پر سفر کر رہے ہوں اور سفر کرتے ہوئے کافی وقت بھی ہو گیا ہو تو ہم تیزی سے اپنا رخ نہیں موڑ سکتے کیونکہ اس طرح حادثات پیش آجائیں گے۔ پس اگر آپ یہ مضمون پڑھنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ آپ کو اپنا طرز زندگی بدلنے کی اشد ضرورت ہے تاکہ آپ خود کو اور اپنے پیاروں کو ذہنی دباؤ، مایوسی، دہریت، گمراہی وغیرہ سے بچا سکیں تو سب سے پہلے ایک مضبوط ارادہ کریں کیونکہ ہمارے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اِنَّمَا الاَعمالُ بالنِّیَّات

(صحیح البخاری جلد 1 صفحہ 2 باب کتاب بدء الوحی)

کہ اعمال کی کامیابی اور ناکامی کا انحصار نیت پر ہوتا ہے۔ اس کے بعد اس مضمون کے نتیجے پیدا ہونے والے شعور کو بڑھانے کے لئے اہل علم لوگوں سے اپنا تعلق بڑھائیں۔ یعنی پہلے گھر کا سربراہ ہونے کی حیثیت سے آپ کو اس منصوبے کی تکمیل کے لئے تمام ضروری اوزار چاہئیں۔ سب سے پہلے اپنا رخ تبدیل کریں اور اپنے دل و دماغ کو ایک مطمئن، صبر و شکر والی، قناعت والی حالت میں لانے کی کوشش کریں اس کوشش کے ساتھ دعا کریں اپنا علم بڑھائیں اور صدقہ و خیرات کریں نیز حضور انور ایدہ اللہ کی خدمت اقدس میں باقاعدگی سے دعا کے لئے خطوط لکھیں۔ اس کے بعد گھر میں ان موضوعات پر بات کریں اور بات کرتے وقت یاد رکھیں کہ جو بری عادتیں ایک لمبے عرصے میں پڑگئیں ہیں وہ ایک دم سے نہیں بدل جائیں گی نیز آپ کو مخالفت، نافرمانی، اور بغاوت جیسے دشمن بھی گھیر سکتے ہیں پس آپ نے انتہائی تحمل سے کام لینا ہے، غصہ نہیں کرنا، طنز نہیں کرنا، ایکدم سے کسی کو ناقابل اصلاح قرار نہیں دینا، یہ نہیں کہنا کہ یہ انسان بن ہی نہیں سکتا بلکہ حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفاء کی طرح برداشت، صبر، دعا اور سب سے بڑھ کر اپنے آپ کو بدل کر اہل خانہ کو بدلنا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا بہترین نمونہ

آپ دیکھ سکتے ہیں کہ جماعت پر کس قدر بڑے بڑے ابتلاء آتے رہے ہیں اور آتے ہیں جیسے 2010 میں لاہور کا واقعہ ہوا اور ابھی برکینا فاسو میں 9 شہادتیں ہوئیں مگر ہمارے پیارے امام سیدنا خلیفۃ المسیح الخامس کیسے ان ابتلاؤں سے جماعت کو یقین تحکم، صبر، دعا اور وقار کے ساتھ لے کر گزر جاتے ہیں۔ کسی بھی بڑے حادثے کے بعد جب آپ جماعت کے سامنے آتے ہیں تو وہی پروقار نورانی چہرہ، وہی ٹھنڈے میٹھے بہتے پانی کے چشمے جیسی آواز وہی توکل الا اللہ سے بھرپور اٹھتے قدم پس ہمارا رول ماڈل ہمارا امام ہمیں اپنے اسوہ سے یہ سب سکھا رہا ہے ہمیں بھی اسی طرح اپنے گھر کے افراد میں یہ شعور اور قوت عمل پیدا کرنی ہے ان میں وہ صبر و قناعت، بردباری اور دوراندیشی پیدا کرنی ہے جو انہیں دنیا کا رہنما بنادے نہ کہ وہ اندھی تقلید جو انہیں دنیا کی کئی ارب بھیڑوں میں سے چند بھیڑیں بنادے۔ احمدی بچے اور خواتین میں خدا تعالیٰ کے فضل سے غیر معمولی صلاحتیں ہیں یعنی آپ کو ایک زرخیز زمین ملی ہے جس کا باعث حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت ہے اور نظام خلافت کے لامحدود احسانات ہیں جو بارش کی طرح مسلسل برس رہے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اپنی پناہ میں لے لے اور دور جدید کے ان فتنوں سے بچالے جن سے بچنا صرف اور صرف اس کی رحمت اور مدد پر منحصر ہے۔ آمین ■

شنگھائی کا شمار دنیا کے بڑے بڑے تعلیمی مراکز میں ہوتا ہے۔یہاں 30 یونیورسٹیاں ہیں ان یونیورسٹیوں میں تقریباً70 ہزار طالبعلم زیر تعلیم ہیں۔لبریشن ڈیلی اور ون ہوئی پائی دو بڑے اخبار ہیں۔

تحریر:اے اے امجد۔پاکستان

یہ چین کا پہلا شہر ہے جس کی بندر گاہ کو غیر ملکی تجارت کے لیے چنا گیا تھا۔ اسے دنیا کی کامیاب ترین بندر گاہ ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔اس کا تجارتی مرکز بننے پر چین کی اقتصادی حالت میں نمایاں تبدیلی آئی اور پھر سائنٹفک بنیادوں پر ترقی دینے کے باعث اس کی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔ یہ 31.13 درجے شمال اور 121.25 درجے مشرق میں دریائے ہوانگ پو HUANG PU اور وو سانگ WUSONG کناروں پر واقع ہے۔

معنوی اعتبار سے شنگھائی کا مطلب ہے "سمندر کے کنارے"۔ یہ بحیرہ مشرقی چین کے ساحل پر ایک اہم بندر گاہ کے طور پر بھی مشہور ہے اس کا رقبہ 6185 مربع کلومیٹر ہے اور آبادی 95 لاکھ سے زائد ہے۔سطح سمندر سے اس کی بلندی 20 فٹ ہے۔عرصہ دراز تک چین کی بیرونی تجارت کا انحصار اس کی بندر گاہ پر ہی رہا تھا۔ 7ویں صدی عیسوی میں یہ علاقہ شن یاہو کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ شمالی سوجی کے حکمرانوں کے دور حکومت (1126-960) میں یہ ایک معمولی ماہی گیروں کی بستی تھی۔ اس کے بعد جھیل تائی کے مغربی علاقہ کو ترقی دی گئی۔ 11 ویں صدی عیسوی کے آغاز پر یہاں محکمہ کسٹم کا دفتر قائم ہوا۔اور 13 ویں صدی عیسوی کے آخر یک شنگھائی کو صوبہ کیا تک کے صدر مقام کی حیثیت حاصل ہوگئی۔

منگ حکمرانوں (1644-1368) کے دور میں شہر کی 70 فیصد کپاس یہیں کاشت کی جاتی تھی۔ کپاس کی پیداوار کی وجہ سے یہاں روئی کے کارخانے بھی قائم ہو گئے ۔ 18 ویں صدی کے وسط میں کپاس کے کارخانوں میں کام کرنے والے لوگوں کی تعداد ہزاروں میں تھی۔ 1842 میں چینیوں کو برطانیوں کے ہاتھوں شکست ہوئی۔ چینیوں نے معاہدہ نانجنگ کی رو سے شنگھائی کو برطانیہ کی عملداری میں دے دیا۔ برطانیہ، فرانس اور امریکا نے شنگھائی کو مختلف سیکٹروں میں بانٹ لیا اور وہ اپنے علاقوں میں اپنے مخصوص اختیارات استعمال کرنے لگے ۔ 1895ء میں یہاں جاپان کو بھی کچھ سہولتیں حاصل ہو گئیں چنانچہ شنگھائی غیر ملکی تجارت کا ایک اہم مرکز بن گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہاں بڑے بڑے یورپی بنک اور تجارتی ادارے قائم ہوگئے ۔ پہلی جنگ عظیم کی وجہ سے غیر ملکی سرمایہ داروں نے یہاں سے اپنا سرمایہ اپنے اپنے ملکوں میں منتقل کر دیا۔ چنانچہ چینیوں کو صنعتوں میں سرمایہ لگانے کا موقع مل گیا۔ 1925ء میں اہل شنگھائی سیاسی طور پر بیدار ہو گئے اور انہوں نے غیر ملکیوں سے مطالبہ کیا کہ وہ یہاں سے چلے جائیں۔ اس دوران 1922ء میں برطانیہ، امریکہ اور جاپان کے مابین واشنگٹن میں ایک معاہدہ طے پایا۔ یہ معاہدہ چینی عوام کے مطالبات پر پورا اترنے میں ناکام رہا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شنگھائی کے عوام نے غیر ملکی مصنوعات کا بائیکاٹ کر دیا۔چینی کمیونسٹ پارٹی کے قیام کے بعد 30 مئی 1925ء کو چینی طلباء اور مزدور غیر ملکی سامراج کو ملک سے باہر نکالنے کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ 1937-1945 تک چین، جاپان جنگ کے دوران جاپان نے شنگھائی پر قبضہ کر لیا اور شہر کی

چین کے نامور مفکر لوسون (LU HSUN)
1881-1936

صنعتوں کو خاصا نقصان پہنچایا۔ 1949ء میں پیپلز لبریشن آرمی نے شہر کو آزاد کرالیا۔ چنانچہ 1960 تک شنگھائی نے چین کی معاشی تجارتی اور تعلیمی حالت کو سنوارنے میں اہم کردار ادا کیا۔

شنگھائی کا شمار دنیا کے بڑے بڑے تعلیمی مراکز میں ہوتا ہے۔ یہاں 30 یونیورسٹیاں ہیں ان یونیورسٹیوں میں تقریبا 70 ہزار طالبعلم زیر تعلیم ہیں۔ لبریشن ڈیلی اور ون ہوئی پائی دو بڑے اخبار ہیں۔ اہم صنعتوں میں کپڑا سازی، کاغذ سازی، ادویات، لوہا، زرعی آلات، جہاز سازی، آٹا پیسنے، بناسپتی گھی اور تیل صاف کرنے کی صنعتیں شامل ہیں۔ شہر میں دو ایئر پورٹ، دو ایئر فیلڈز، ریلوے اسٹیشن اور بندر گاہ کے علاوہ ٹیلیویژن اور ریڈیو اسٹیشن بھی شامل ہیں۔

بچوں کا محل (CHILDREN,S PALACE)

یہ سات سال اور سترہ سال کے بچوں کے لیے تعمیر کیا گیا ہے۔ یہاں بچوں کو باہم مل کر رہنا اور آداب مجلس سکھائے جاتے ہیں اور بچوں کی جسمانی تربیت کا بھی خیال رکھا جاتا ہے۔

شنگھائی میوزیم (SHANGHAI MUSEUM)

یہ عجائب گھر 1953ء میں قائم کیا گیا تھا اور چین کے ابتدائی ایام سے لے کر آج تک کی یاد گار میں محفوظ کیئے ہوئے ہے اسے چین کا علامتی نشان بھی سمجھا جاتا ہے۔ اس میں دس نمائشی ہال ہیں۔ نمائش کے لیے جو نوادرات یہاں رکھے گئے ہیں ان میں مٹی کے برتن، خطاطی کے نمونے، تصاویر، کانسی کے برتن، اور تمام ادوار کے آرٹ کے فن پارے شامل ہیں۔

پیپلز سکوئر (PEOPLE'S SQUARE)

یہ شنگھائی کے عین وسط میں واقع ہے آزادی سے پہلے یہ ریس کلب کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا آج کل یہ تقریبات، جلسے اور اہم کاروائیوں کے لیے مخصوص ہوگیا ہے۔ اس کے اوپر سے شنگھائی کی تمام بڑی بڑی عمارتیں دیکھی جاسکتی ہیں۔

ورکرز کلچرل پیلیس (Workers Culture Palace)

فالتو وقت میں محنت کش لوگ ثقافتی اور مصورانہ سرگرمیوں سے محفوظ ہوتے ہیں۔ یہاں تھیڑوں کے علاوہ نمائشی ہال، مطالعاتی کمرے اور دیگر دلچسپی کے مقامات بھی شامل ہیں۔

یو گارڈن (YU GARDEN)

یہ منگ حکمرانوں کی ایک قدیم (1559-1577) عمارت ہے۔ ستمبر 1833ء کی سمال سورڈ سوسائٹی کے باغی

لیڈر تیان چنگ تانگ (TIANCHUNTANG) کا ہیڈ کوارٹر تھا۔

لوشون میموریل ہال (LU HSUN MEMORIAL HALL)

یہ ہال 1956ء میں چین کے نامور مفکر لوشون (LU HSUN) کی 20 برس اور 75 ویں سالگرہ کی یاد میں تعمیر کیا گیا تھا۔ اس کی بلندی دو میٹر ہے۔ یہ ایک بڑے سبز قیمتی پتھر میں تراشا گیا ہے۔

ریسرچ انسٹی ٹیوٹ (Research Institute)

اس انسٹی ٹیوٹ کا قیام 1956ء میں عمل میں آیا۔ یہ چین کے فوک آرٹ فکاور کرافٹ کو فروغ دینے کے سلسلے میں قائم کیا گیا تھا۔ پیس ہوٹل اور اوور سیز چائینیز ہوٹل قابل دید ہوٹل ہیں

آب و ہوا (Climate)

جنوری میں یہاں کا اوسط درجہ حرارت 3.5 سنٹی گریڈ اور جولائی میں اوسط درجہ حرارت 28 درجے سینٹی گریڈ ہوتا ہے۔ سالانہ فرق 24.8 درجے سنٹی گریڈ ہے۔ دنیا کا تیسرا طویل ترین دریا ہنگسی یانگ چانکسو سے گزرتا ہوا شنگھائی کے قریب بحیرہ مشرقی چین میں جا گرتا ہے۔ نانگ جینگ کی شبینہ سیر شنگھائی کی نان جینگ روڈ ہمیشہ سے اپنی مصروف تجارتی سرگرمیوں کے لیے مشہور ہے۔ ماضی میں عام دن ہوں یا تہواروں اور تعطیلات کے مواقع، اس سڑک پر ہر وقت کھوے سے کھوا چھلتا ہے اور ٹریفک کا ہجوم دکھائی دیتا ہے۔ یہاں روزانہ مختلف علاقوں سے آنے والے لاکھوں گاہکوں کی آمد و رفت رہتی ہے۔ مختلف قسم کے تفریحی پروگراموں فیشن شوز، آرٹ گیلریوں اور اخباری اسٹینڈ زوغیرہ نے اس سٹریٹ کو گہرا ثقافتی رنگ عطا کیا ہے۔ ■

منگ حکمرانوں کی ایک قدیم (1559-1577) عمارت
Yu Garden

کھمبی کا استعمال اور اس کے فوائد

مشرومز میں موجود فائبر، پوٹاشیم اور وٹامن سی دل کے امراض سے بھی بچانے میں مفید ہوتے ہیں پوٹاشیم خون کے دباؤ کو معمول کے مطابق باقاعدہ رکھتا ہے۔

تحریر: رحیق المختوم (یوکے)

اگلی مرتبہ جب آپ سلاد بنانے لگیں تو شائد یہ آرٹیکل پڑھ کر آپ اس میں مشروم ڈالنا نہیں بھولیں گے کیونکہ 16 اکتوبر کو Penn State study میں شائع ہونے والی ایک تحقیق کے مطابق مشروم کا استعمال کینسر جیسی موذی بیماری کی روک تھام کے لئے انتہائی مفید ثابت ہوا ہے۔

یہ 1996 سے لے کر 2020 تک میں کینسر کی سترہ اہم تحقیقات سے منظم جائزہ حاصل کیا گیا ہے۔ کینسر کے انیس ہزار پانچ سو مریضوں پر تجربات سے محققین نے تحقیق کی کہ مشرومز کے استعمال سے کینسر پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں مشروم جنہیں کھمبی بھی کہتے ہیں وٹامنز سے بھرپور، مقوی غذائی اجزاء کے حامل اور اینٹی آکسیڈینٹ ہوتے ہیں۔ اِس ٹیم نے یہ بھی پتا چلایا کہ یہ سب اجزاء مل کر جسم کی کینسر سے حفاظت کرتے ہیں۔

سائنسدانوں کی تحقیق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ جو لوگ اپنے روزانہ کے معمولات میں مشروم/کھمبی کے استعمال کرتے ہیں ان میں کینسر ہونے کا خطرہ کم ہوتا ہے۔ تحقیق سے پتا چلتا ہے کہ جو لوگ 18 گرام مشرومز جو کہ 1/4-1/8 کپ کے برابر ہوتے ہیں روزانہ استعمال کرتے ہیں ان میں کینسر ہونے کے امکان بہ نسبت ان لوگوں کے جو مشرومز نہیں کھاتے سے 45٪ کم ہوتے ہیں۔

Penn state college of Medicine کے ڈاکٹر جیبرل کے مطابق مشرومز میں پایا جانے والا اینٹی آکسیڈینٹ عنصر "ایرگوتھائیونائن" بنیادی اور انوکھا عنصر ہے جو کہ خلیات کی حفاظت کرتا ہے۔ جسم میں اس کی مقدار بڑھانے سے یا اسکے صحیح استعمال سے جسم میں کینسر کی روک تھام میں مدد مل سکتی ہے۔

پنسلوانیہ اسٹیٹ کینسر انسٹی ٹیوٹ سے وابستہ جان رچی کہتے ہیں کہ اس ضمن میں ہم مزید تحقیقات کریں گے کہ آخر 'ایرگوتھائیونائن' کس طرح کینسر سے بچاتا ہے لیکن یہ بات طے ہوچکی ہے کہ مشروم سے دور رہنے والوں کے مقابلے میں اسے کھانے والوں میں کینسر کا خطرہ 40 سے 45 فیصد تک کم ہوسکتا ہے۔

مشروم/کھمبیوں کے دیگر فوائد

میڈیکل نیوز ٹوڈے کے ایک آرٹیکل کے مطابق مشروم پھیپڑوں، مثانے، چھاتی، کے کینسرز کو روکنے میں بھی مدد فراہم کرتا ہے۔ اور اس میں وٹامن ڈی کی موجودگی اسکو مزید فائدہ مند بناتی ہے۔ اور یہ شوگر سے بھی بچاتے ہیں جبکہ ٹائپ ٹو شوگر کے مریضوں میں اسکا استعمال انکے خون میں گلوکوز کی مقدار کو کم کرنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

مشرومز میں موجود فائبر، پوٹاشیم اور وٹامن سی دل کے امراض سے بھی بچانے میں کامیاب ہوتے ہیں پوٹاشیم خون کے دباؤ کو معمول کے مطابق باقاعدہ رکھتا ہے۔ ایک مخصوص قسم کے فائبر بیٹا گلوکینز Beta-Glucans کے استعمال سے خون میں کلیسٹرول لیول بھی کم ہوتا ہے اور اس قسم کا فائبر مشرومز کی بہت سی اقسام کے خلیوں میں پایا جاتا ہے۔ یہاں یہ بات اہم ہے کہ حاملہ خواتین احتیاط اور اپنے ڈاکٹر کے مشورے سے ہی مشرومز کا استعمال کریں۔

یاد رہے کہ اس وقت دُنیا میں دو ہزار سے زائد مشرومز کی اقسام پائی جاتی ہیں اور ہر مشروم کھانے والا نہیں ہوتا بعض زہریلے بھی ہوتے ہیں۔ عام طور پر جو بازاروں میں مشروم پائے جاتے ہیں وہ سفید یا بٹن مشروم، براؤن سریمنی، پوٹوبیلو، شائیٹیک، اوئی اینسٹر، وُوڈ ایئر اینوکی، مورل، اور شانٹرلے کہلاتے ہیں۔ مشروم خریدتے وقت یہ بات یاد رکھیں کہ مشروم سخت، خشک ہوں رگڑے ہوئے یا چھِلے ہوئے نا ہوں۔ ■

گدھے دو قسم کے ہوتے ہیں دو ٹانگوں والے اور چار ٹانگوں والے اگرچہ یہ واضح نہیں کیا گیا کہ کون سے گدھے برآمد کرنے ہیں پھر بھی جہاں چار ٹانگوں والا ایک بھیجنا ہے وہاں دو ٹانگوں والے دو بھیج کر گزارا ہو سکتا ہے

تحریر: رفیق احمد ہاشمی (بیلجیئم)

گداگری میں تو روس جس کی جمع کبھی روسا ہوتی تھی آج کل پہلے نمبر پر ہے مگر حیرانی یہ ہوئی کہ اب امریکہ بھی گداگری پر اتر آیا ہے۔ حال ہی میں ایک فرم نے اعلان کیا ہے کہ امریکہ کو گدھے برآمد کئے جائیں گے۔ امریکہ گدھوں کے معاملے میں ہمیشہ سے تیسری دنیا کے ممالک کا محتاج رہا ہے اور یوں دوسرے ممالک کے گدھوں پر ہی گزارہ کرتا آیا ہے۔ بس فرق یہ ہے پہلے اسے دوسرے ممالک کی سیاست کے لئے گدھے چاہیئے ہوتے تھے اب اُسے اپنے ملک کی سیاست کے لئے چاہئیں۔

امریکہ کی تین مشہور پارٹیاں ہیں ' ری پبلکن پارٹی، ڈیموکریٹک پارٹی اور کاک ٹیل پارٹی پہلی دو کے انتخابی نشان بالترتیب گدھا اور ہاتھی ہیں۔ امریکہ جیسے ملک میں کس کی حکومت ہو گی اس کا فیصلہ ان دو جانوروں کو ہی کرنا پڑتا ہے۔ بہر حال ہمارے لئے یہ ایک سنہری موقع ہے اس بہانے ہم اپنے سارے گدھے باہر بھیج سکتے ہیں۔ ویسے آج تک ہماری کسی فرم نے اتنی چیزیں برآمد نہ کی ہوں گی جتنی محکمہ پولیس نے کی ہیں۔ سو، گدھے بھی انہیں سے برآمد کرانے چاہئیں۔

گدھے دو قسم کے ہوتے ہیں دو ٹانگوں والے اور چار ٹانگوں والے اگرچہ یہ واضح نہیں کیا گیا کہ کون سے گدھے برآمد کرنے ہیں پھر بھی جہاں چار ٹانگوں والا ایک بھیجنا ہے وہاں دو ٹانگوں والے دو بھیج کر گزارا ہو سکتا ہے جیسے ایک شیخ نے کہا میں چالیس سال کی عورت سے ہی شادی کروں گا کچھ دنوں بعد ملا تو اس کے ساتھ بڑی کم عمر بیوی تھی پوچھا تو کہنے لگا چالیس سال کی ایک نہ ملی تو میں نے بیس سال کی دو کر لیں، گدھے اور انسان میں یہ فرق ہے کہ گدھا سگریٹ نہیں پیتا اور جھوٹ نہیں بول سکتا۔ ایک بچے سے استانی نے پوچھا کہ گدھے اور ٹب میں کیا فرق ہے ؟ تو اس نے کہا گدھے میں نہایا نہیں جا سکتا۔ آج تک ہمارے ہاں گدھے سے کوئی خاص کام نہیں لیا گیا، صرف دوسروں کو گالی دینے کے کام ہی آتا ہے۔ شادی پر بھی ہم گھوڑوں پر بیٹھتے ہیں۔ گدھے پر اس لئے نہیں بیٹھتے کہ لڑکی والوں کو دولہا پہچانے میں دشواری نہ ہو۔

ہمارے مشہور صحافی احمد بشیر صاحب کے گھر میں تصویر ہے جس میں گدھے پر بیٹھے ہوئے ہیں ان کی بچیاں ہر آنے والے کو بتاتی رہتی ہیں کہ انکل ! ان میں جو اوپر بیٹھے ہیں وہ ہمارے ابو ہیں۔

گدھوں کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ وہ سال بعد بھی بولیں پھر بھی ڈھینچوں ڈھینچوں ہی کریں گے اور یہ وہ دنیا کی ہر زبان میں کر سکتے ہیں۔ اس لئے امریکہ جاکر انہیں زبان کا مسئلہ بھی پیدا نہ ہو گا پھر گدھوں کی ایک اور خوبی یہ ہے کہ بغیر پاسپورٹ کے امریکہ جا سکتے ہیں۔ جب سے یہ خبر آئی کسی کو گدھا کہہ دو تو وہ سمجھتا ہے امریکہ جانے کی دعا دے رہا ہے۔ یوں ہماری سیاست کی وجہ سے پہلے جو مقام "گھوڑوں" کو حاصل تھا اب گدھے بھی ان سے پیچھے نہیں رہے۔

امریکہ میں کوئی چیز اتنی مستقل نہیں جتنی تبدیلی۔ آپ تو وہاں صرف یہ پوچھیں کہ وقت کیا ہوا ہے ؟ تو ڈیموکریٹ اور جواب دیں گے اور ری پبلکن پارٹی کا بندہ مختلف جواب دے گا۔ ارکان اسمبلی سے پوچھیں تو 435 سے زیادہ جواب ملیں گے۔ کسی ماہر فن سے پوچھ لیا تو وہ 500 صفحوں کی رپورٹ تیار کر دے گا، ڈاکٹر سے پوچھو گے تو نسخہ ہاتھ میں تھما دے گا اور اگر کسی وکیل سے پوچھ لیا تو سو ڈالر کا بل بھی پیش کر دے گا۔ شاید اس لئے سٹیونسن نے کہا تھا کہ اگر ری پبلکن پارٹی والے ہمارے بارے میں جھوٹ بولنا بند کر دیں تو ہم بھی ان کے بارے میں سچ بولنا چھوڑ دیں گے۔ بہر حال یہ واضح ہے کہ امریکیوں کو موٹی کتابیں، پتلی عورتیں اور غیر ملکی گدھے بہت پسند ہیں۔ یوں اگر ہمارے گدھے وہاں جیت گئے تو یہ ہر گدھے کی جیت ہو گی یوں بھائی چارہ بڑھے گا۔ پہلی بار سمجھ آئی کہ بھائی کے ساتھ "چارہ" کا لفظ کیوں لگایا جاتا ہے لیکن یہ بھی ڈر ہے کہ اگر ہمارے گدھے ہار گئے تو انہوں نے دھاندلی کا شور مچا کر امریکہ سر پر اٹھا لینا ہے۔ اگر ان کے سر سے سینگ غائب نہ ہوتے تو سینگوں پر اُٹھا لیتے اور اسی طرح سڑکوں پر نکل آتے۔ بہر حال ہمیں اس کارِ خر کو کارِ خیر سمجھ کر اس میں حصہ لینا چاہیئے یہاں کارِ خر سے مراد خر کی کار یعنی گدھا گاڑی نہیں ہے۔ کسی نے پوچھا کہ گدھا گاڑی اور عام گاڑی میں کیا فرق ہے ؟ تو جواب ملا "گدھا گاڑی میں گدھا ہمیشہ گاڑی کے باہر ہوتا ہے۔ کہتے ہیں گدھا مکے سے بھی ہو کر آ جائے پھر بھی گدھا ہی رہتا ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ ایک تو یہ گدھے واپس پاکستان آئیں گے ہی نہیں کیونکہ یہاں گدھوں کا نہیں گھوڑوں کا دور دورہ ہے اگر وہ واپس آ گئے تو پھر وہ یقیناً نرے گدھے ہی ہوں گے۔ ■

از "افراتفریح" مصنفہ ڈاکٹر محمد یونس بٹ

پلاؤ کا بیان

فقہاء پلاؤ میں برابر کے گوشت کے قائل ہیں، نیز اس پر بھی اجماع ہے کہ پلاؤ صرف گوشت کی یخنی میں پکے چاول کو کہا جاتا ہے، مصالحہ دار چاول جس پر ایک دو بوٹیاں ڈال کر آج کل پلاؤ کہنے کا رواج نکلا ہے، فقہا کی اکثریت اسے بدعت کے باب میں رکھتی ہے. متقدمین پلاؤ میں بکرے کے گوشت، یا مجبوری کی حالت میں بڑے گوشت کے جواز کے ہی قائل تھے اور صرف اسی کو پلاؤ کہتے تھے۔ البتہ متاخرین نے مرغی کے گوشت کو بھی جائز قرار دیا ہے، اسی طرح یہ بھی بین العلماء متفق علیہ ہے کہ مٹر کی طاہری یا چنے کی قبولی کو مٹر پلاؤ یا چنا پلاؤ کہنے والے جاہل و گمراہ ہیں، یہ ایک طرح سے پلاؤ کی توہین کے زمرے میں آتا ہے، ایسے لوگوں پر توہین پلاؤ کا مقدمہ چلانا چاہیئے ۔فقہاء نے اس بات کی بھی تصریح کی ہے کہ جمعہ کو پلاؤ کھانا اس کی اصل عزت ہے۔ بعض غالی قسم کے عوام یہ کہتے ہیں کہ پلاؤ کے آگے سارے کھانے ہیچ ہیں۔ فقہاء اس بیان کی تائید نہیں کرتے ان کے نزدیک دہی ، دال چاول، چنا چاول وغیرہ بھی اللہ تعالی کی بڑی نعمتیں ہیں اور آداب پلاؤ میں سب سے ضروری یہ بات ہے کہ اگر پر تکلف پلاؤ کے بعد عمدہ چائے نہ ملی تو سب اکارت گیا۔۔۔

یہ اِک حقیقت ہے زندگی میں جو تو نہیں ہے تو جاں نہیں ہے
مگر دلوں میں ہے عکس تیرا کہ نقش تیرا کہاں نہیں ہے
طویل راتوں میں روشنی کا یقین نہیں ہے گماں نہیں ہے
تجھے گنوا کر اذیتوں کا غموں کا کوئی بیاں نہیں ہے
فنا کی حد سے گذرتے لمحوں کا کوئی بھی نقش پا نہیں ہے
مکیں رہتا ہے کب مکاں میں آباد کوئی جہاں نہیں ہے
وہ جس نے روح کو سرور بخشا قرار جاں کو غرور بخشا
وجودِ ہستی کو نور بخشا وہ چاہتوں کا نشاں نہیں ہے
وہ جس کی بانہیں پناہوں جیسی محبتیں تھیں گھٹاؤں جیسی
گھنے درختوں کی چھاؤں جیسی وہ آج ہم میں تو ماں نہیں ہے
میں تجھ کو عظمت کا باب لکھوں میں تجھ پہ جو بھی کتاب لکھوں
میں تجھ کو اپنا نصاب لکھوں تو حرف حرف بیاں نہیں ہے

حفیظ احمد وسیم ۔ربوہ پاکستان

بیلجیئم کے قومی دن کے موقع پر مجلس انصار اللہ کی تقریبات

ہر سال سرکاری طور پر 21 جولائی کا دن بیلجیئم کے قومی دن کے طور پر منایا جاتا ہے اور اس موقع پر ملک بھر میں مختلف تقریبات منعقد ہوتی ہیں۔ اسی دن کی مناسبت سے گذشتہ چند سالوں سے مجلس انصار اللہ بیلجیئم بھی تقریبات منعقد کر رہی ہے چنانچہ اس سال مورخہ 21 جولائی 2023 کو بھی مجلس کے شعبہ تبلیغ کے زیرِ انتظام مختلف تقریبات کا اہتمام کیا گیا۔ قارئین کی دلچسپی کے لئے ان تقریبات کی مختصر رپورٹ پیش کی جا رہی ہے۔

اس قومی دن کے آغاز پر ملک بھر میں جماعت احمدیہ کی مساجد، مشن ہاؤسز، نماز سنٹرز اور اسی طرح مجلس انصار اللہ کے اراکین نے اپنی رہائش گاہوں اور گاڑیوں پر بیلجئیم کا قومی پرچم اور اپنے ملک سے محبت کے پیغامات پر مشتمل بینرز آویزاں کئے۔

مرکزی تقریب جماعت احمدیہ بیلجئیم کے مرکزی مشن ہاؤس برسلز (دلبیک) میں منعقد ہوئی جس میں ریجن برسلز کی تینوں مجالس نے شرکت کی۔ اس موقع پر قومی پرچم لہرایا اور قومی ترانہ پڑھا گیا جس کے بعد مکرم انور حسین نائب امیر صاحب، مکرم احسان سکندر مربی صاحب اور سیکرٹری صاحب تبلیغ نے اس دن کی مناسبت سے فرینچ اور ڈچ زبان میں تقاریر کیں اور آخر میں جماعت اور ملکی ترقی و سالمیت کے لئے دعا کی گئی۔

پروگرام کے مطابق اس قومی دن کے موقع پر انصار اراکین کے علاوہ خدام اور اطفال بیلجیئم بھر میں قائم جماعت کی مساجد اور مشن ہاوسز میں اکٹھے ہوئے اور قومی پرچم اور بینرز سے سجائی گئی گاڑیوں میں اپنے شہر کا چکر لگایا، اس جلوس کے اختتام پر بعض مقامات پر مقامی زبان میں تقاریر کی گئیں شرکاء نے قومی پرچم لہراتے ہوئے بیلجیئم کا قومی ترانہ پیش کیا اور دعا کے ساتھ اس پروگرام کا اختتام کیا گیا۔ شہری جماعت کے حب الوطنی کے اس مظاہرہ سے نہ صرف لطف اندوز بلکہ بہت متاثر بھی ہوئے۔

علاوہ ازیں اس دن مقامی زبان میں حب الوطنی ایمان کا حصہ ہے کے پیغام پر مشتمل خصوصی طور پر تیار کئے گئے 600 پمفلٹس تقسیم کئے گئے۔ اسی طرح انصار نے اپنے دوستوں میں بھی سوشل میڈیا کے ذریعہ ان بینرز اور پمفلٹس کو شیئر کر کے جماعت کا تعارف اور پیغام پہنچایا۔

اس قومی دن کی تقریبات میں 114 انصار 54 خدّام 37 اطفال اور 11 ناصرات نے بھی حصّہ لیا، نیز شرکاء نے 61 گاڑیوں میں جلوس کی صورت میں اپنے اپنے شہر کا چکر لگایا۔ الحمد للہ

BAIT-UL-MUJEEB
MOSKEE
LIEFDE VOOR IEDEREEN
HAAT VOOR NIEMAND

ZEB
feestdag van
België
L'amour pour le pays de
résidence fait parti de la
Liefde voor het land van
verblijf is onderdeel
van het geloof.